٣٥٣٢

القانون
في علاج
الطاعون

القانون
فی علاج
الطاعون

مؤلفہ

حکیم مولوی میاں محمد صاحب انصاری مقیم کیمپ میرٹھ

برائے افادۂ عام
بماہ اگست ۱۹۰۵ء

مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب کے
مطبع مجتبائی واقع دہلی میں طبع ہوا

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس طرح حمد الٰہی کا ہزاروان حصہ بھی بیان کرنا ناممکن ہے اسی طرح نعت رسالت پناہی کا عشر عشیر ادا کرنا ایک امر محال ہے لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اصل مضمون کے اظہار سے پہلے اُس مہربان **گورنمنٹ** کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ جسکی بے انتہا کوششون سے آج ہمارے ملک کے صدہا مقامات اِس موذی مرض (**طاعون**) سے محفوظ نظر آتے ہین۔ اور جس جگہ یہ مہلک مرض ہوا بھی تو وہان اس کا زہریلا اثر کچھ زیادہ نہ پھیلنے پایا۔ وہان کے ہزارہا باشندے اِس بلائے بے درمان سے بچ گئے۔

ملکی بھائیو اگر تم اس مرض کی پچھلی تاریخون پر نظر ڈالو گے تو تمپر چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ گذشتہ صدیون مین اس مہلک مرض نے جیسا تہلکہ ڈالا ہے اُس سے ہمارے ملک کی موجودہ حالت کو کچھ بھی نسبت نہین بکھور **رونس** جو ایک نہایت مشہور طبیب تھا اُس کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو (۳۰۰) برس پہلے مصر۔ شام مین طاعون سے دس لاکھ آدمی مرے سنہ ۵۴۲ع مین بمقام قسطنطنیہ اسی مرض سے ایک دن مین دس ہزار آدمی جان بحق ہوے۔ بصرے مین اس ہی وبائے عام سے ایک دن مین ستّر ہزار (۷۰۰۰۰)۔ دوسرے دن اکھتر (۷۱۰۰۰) ہزار

تیسرے دن تہتر ہزار آدمی ضائع ہوئے ۔

سنہ ۱۳۳۴ء مین ملک چین مین یہ مرض ہوا جس سے ایک کرڑور تیس لاکھ آدمی مر گئے ۔

سنہ ۱۶۱۶ء مین بھی یہ مرض ملک ہندوستان کے شہر آگرہ مین نمودار تھا جس کا حال جہانگیر بادشاہ نے اپنے روزنامچہ مین لکھا ہے "کہ آخرکار آدمی اس مرض سے اس قدر ڈر گئے تھے کہ کوئی شخص کسی مریض کے پاس تک نہین پھٹکتا تھا ۔ بیمار کو تنہا چھوڑ دیتے تھے خواہ وہ اپنی قسمت سے مر جائے یا لوٹ پیٹ کر جی جائے"

زمانہ وبا مین چوہون کے مرنے کو بھی اسی روزنامچہ مین لکھا ہے ۔ غرض ایسے ایسے بہت واقعات تاریخون مین تفصیل کے ساتھ لکھے ہین ۔

لیکن تم جانتے ہو کہ **تمھارے ملک** کے اس قدر محفوظ رہنے کی کیا وجہ ہی؟ دوسرے ملکون کی طرح تمھارا ملک بھی اس مرض مین کیون تباہ نہین ہوا؟ یہہ بدیہی بات ہے کہ ہمارا اور ہمارے ملک کا اس قدر محفوظ رہنا فقط ہماری **مہربان گورمنٹ** کی بے انتہا کوششون اور حد سے زیادہ عرق ریزی کا نتیجہ ہے ۔ جس کے لئے ہم کل مسلمانون اور تمام ہندوؤن کو ایسی شفیق گورمنٹ کا شکر گذار رہنا چاہیئے ۔ خاص کر ممالک مغربی وشمالی و اودھ کے باشندون کو **جناب نواب سر جیمس ڈگس لیٹوس صاحب بہادر بالقابہ** لفٹنٹ گورنر کا سچی دل سے سپاس گذار ہونا لازمی ہے ۔ اس لئے کہ ان کے مبارک زمانہ مین بالخصوص اس پلیگ کے قوانین کے متعلق جو کچھ آسائشین عام وخاص کو پھونچین وہ انتہا سے زیادہ قابل توصیف ہین ۔ اگرچہ **سر انٹنے مکڈانل صاحب بہادر** بالقابہ کے وقت مین بھی ایسے ہی قانون حفظ صحت عامہ خلائق کی غرض سے رائج گئے

گئے تھے۔ لیکن عام ناتربیت یافتہ اشخاص پر (بوجہ ان کے ایسی پابندیوں کے عادی نہو نیکے) گران گذرتے تھے۔ لیکن اب جناب ممدوح بالقابہ نے اپنی کمال بیدار مغزی سے کچھ ایسی حکمت عملی سے کام لیا کہ اب تمام قوانین حفظ صحت کا نفاذ بڑی آسایش اور عمدگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور عام اشخاص خواہ وہ مہذب ہون یا ناتعلیم یافتہ حد سے زیادہ خوش نظر آتے ہین۔

طاعون کس کو کہتے ہین اور وہ کس زبان کا لفظ ہی

طاعون کے لفظی معنی

طاعون عربی زبان کا لفظ ہے یا یونانی زبان کا اس مین اختلاف ہے بعض فاضلون کا بیان ہے کہ یہ لفظ یونانی زبان کا ہے۔ اصل مین یہ لفظ طیعون تھا۔ اہل عرب نے اس کو معرب کر کے طاعون کر لیا۔ چنانچہ **ملا نفیس** نے شرح اسباب وعلامات مین لکھا ہے۔

الطاعون اصلہ فی اللغۃ الیونانیۃ طیعون فاعرب فصار طاعونًا

اور حکیم **ارزانی** رح کی بھی یہی تحقیق ہے۔ چنانچہ حدود الامراض مین لکھتے ہین

واعلم ان اصلہ فی اللغۃ الیونانیۃ طیعون فاعرب فصار طاعونًا اور

داؤد انطاکی نے بھی اپنے تذکرہ مین اس لفظ کو یونانی ہی ظاہر کیا ہے حیث قال

الطاعون بالیونانیۃ کل ورم لیظہر للحس الخ

اور بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ اس کو طعن سے مشتق کیا ہے اور طعن کے معنی چبھونے کے ہین اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ (۱) ابتداءً جس شخص کو یہ مرض لاحق ہوتا تھا وہ شخص خواب مین دیکھتا تھا کہ کسی نے اس کے

جسم مین کسی جگہ نیزہ بھونک دیا پھر جب وہ جاگتا تھا تو وہی جگہ ماوف پاتا تھا اور وہین یہہ ورم پیدا ہو جاتا تھا۔

(۲) یا اس وجہ سے اس کو طاعون کہتے ہین کہ جب اس مین درد زائد ہوتا ہے تو اُس کی شدت مثل نیزہ بھونکنے (طعن رمح) کے ہوتی ہے۔

چنانچہ خاتم الاطبا اور استاذ الاساتذہ عالی جناب حکیم **محمد شریف** خان صاحب رح دہلوی نے شرح اسباب کے حاشیہ مین یہہ حکایت نقل فرمائی ہے اور اس جانب اپنا میلان ظاہر کیا ہے کہ یہہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ **شیخ ابو علی** ابن سینا کے کلام سے بھی اس لفظ کا عربی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ قانون مین ہے۔ کان اقدم القدماء یسمون ما ترجمتہ بالعربیۃ الطاعون الخ۔

قاضی **عیاض** کے قول سے بھی یہہ لفظ عربی ہی معلوم ہوتا ہے۔ اُنھون نے بھی اِسکا طعن سے مشتق ہونا بیان کیا ہے اور طعن کے معنی نیزہ بھونکنے کے ہین تو جس طرح نیزہ بھونکنے سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح یہہ مرض بھی مہلک ہے۔

(۳) لغت عرب مین طاعون کے معنی وبا کے بھی ہین چونکہ یہہ مرض بھی وبا کی طرح بہت جلد پھیل جاتا ہے لہذا اسکا نام طاعون رکھا گیا۔

پہلے طبیبون کے بیان سے اور بھی چند نام اس مرض کے ظاہر ہوتے ہین جن کے معنی قریب قریب ایک سے ہی ہین۔ چنانچہ قانون شیخ مین ہے وقد وردت اسماء یونانیۃ لاشیاء تشبہ الطواعین مثل طرافیترماس وقوماطا وبوماخلا وبوبولس ولیبس عندنا کثیر تفصیل بین مسمیاتھا الخ

طاعون کی تعریف اصطلاح اطباء مین طاعون اوس ورم حار قتال کا نام ہے جو لحم غُدَدی (مثلاً جنگاسہ۔ بغل۔ وغیرہ) مین ہوتا ہے۔

پہلے طبیب تو ہر ورم کو جو اعضاء غددی مین ہوتا تھا طاعون کے نام سے تعبیر کرتے تھے اِن کے بعد پچھلے طبیبون نے ہر ایک غُدَدی ورم کو طاعون کہنا چھوڑ دیا۔ بلکہ صرف اس غددی ورم کو طاعون کہنے لگے جو گرم مادہ سے پیدا ہوا ہو۔ پھر ان کے بعد آنے والے طبیبون نے ورم حار کے ساتھ مہلک ہونے کی بھی قید بڑھادی۔ یعنی طاعون اُس گرم اور مہلک ورم کو کہنے لگے جو لحم غُدَدی مین ہوتا تھا۔ اور بعض پُرانے طبیب طاعون اس ورم کو کہتے تھے کہ جبکا زہریلا مادہ جو ہر عضو کو بگاڑ دے اور اپنے قریب عضو کا رنگ بدل دے اور کبھی کبھی پیپ بھی اس سے نکلے پھر شرایین کے ذریعہ سے اُس ورم کا سمی اثر قلب تک پہنچے اور غشی وخفقان وغیرہ پیدا کر کے آدمی کو مار ڈالے۔

طاعون کے اوصاف (۱) یہ ورم اکثر بُنِ ران یا بغل یا کان کے پیچھے یا سینہ کے غددی لحم مین ہوا کرتا ہے۔

(۲) اس ورم کا حجم کبھی تو چنے کی برابر ہوتا ہے اور کبھی اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے یہان تک کہ کبھی اخروٹ کی برابر یا اُس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ غرض کسی مریض مین کم اور کسی مین اس کی مقدار زیادہ دیکھی جاتی ہے۔

(۳) علی ہذا القیاس کبھی تو اس ورم مین درد اور سوزش بشدت ہوتی ہے اور گاہے بالکل نہین۔

(۴) اسی طرح کبھی تو اس مین پیپ پڑ جاتی ہے اور کبھی نہین۔

(۵) اس مرض کی خاصیت یہہ بھی ہے کہ جب یہہ مرض کسی جگہ شروع ہوتا ہی تو اکثر مہلک ہوتا ہے اور جب اس کے شیوع کو کچھ عرصہ گذر جاتا ہے تو اس کی مہلک کیفیت (حدت) کم ہو جاتی ہے۔

طاعون کا متعدی ہونا

یہہ بات بھی تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ یہ مرض متعدی ہے اور اس مرض کا سمی اثر منہہ۔ ناک اور مسامات کے ذریعہ سے تندرست آدمی کے جسم مین پہونچکر مرض کو پیدا کرتا ہے۔

اس مرض کے متعدی نہونے کے لئے یہہ کوئی حجت نہین کہ "بعض آدمی ایسے مریضون کے کپڑے وغیرہ اپنے استعمال مین لانے سے بھی اس مرض مین مبتلا نہین ہوئے" اس لئے کہ کسی مرض کے متعدی ماننے کے لئے یہ امر ضروری نہین کہ ہر شخص خواہ کسی حال مین ہو خاص مریض یا مریض کے مستعملہ اشیا کی چھوت سے وہ بھی ضرور بیمار ہو جائے۔

کیونکہ اگر مرض کے متعدی ہونے کے واسطے یہ شرط کیجائیگی تو پھر ایک مرض بھی (جس کو ہم متعدی کہہ سکین نہ مل سکیگا۔ اس لئے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ متعدی مرض والے کے (۱) تیماردار جو رات دن اس بیمار کے پاس رہتے ہین (۲) اور نیز ڈاکٹر یا حکیم جو ہمیشہ ایسے مریضون کو روزمرہ دیکھتے ہین (۳) بیمار کے ورثا جو اس کے مرنے کے بعد اسکی مستعملہ اشیا کو اپنے استعمال مین لاتے ہین اکثر یہہ لوگ اس مرض سے محفوظ رہتے ہین۔

اس مشاہدہ سے یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مرض متعدی مین مبتلا ہونیکے لئے مریض کے جسم مین مرض کی قابلیت اور استعداد بھی ضروری ہے۔ مثلاً وہ لوگ جن کے بدن اخلاط

فاسدہ سے بھرے ہوئے ہون یا کمزور دبلے۔ اشخاص یا مفلس اور قحط زدہ۔ یا صفائی کا لحاظ نہ رکھنے والے میلے آدمی ہمیشہ امراض وبائی اور متعدی مین مبتلا ہونیکی قابل ہوتے ہین۔ مگر وہ لوگ جو قوی ہوتے ہین یا احتیاط رکھتے ہین وہ متعدی مرض مین مبتلا نہین ہوتے پھر بعض اشخاص کے (باوجود استعمال کرنے اشیا، استعمالہ مریض کے) بیمار نہ ہوجانے سے طاعون کو متعدی نہ ماننا بعید از قیاس نہین تو اور کیا ہے۔ حالانکہ اکثر تندرست آدمی بھی طاعونی مریض کے مستعمل کپڑے وغیرہ کو استعمال کرنے سے بارہا اسی مرض مین مبتلا ہوتے ہوئے دیکھے جاتے ہین۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر ڈاکٹرون اور طبیبون کی رائے ہے کہ طاعونی مریض کے بدن کو لگے ہوئے کپڑے اس کے مرنے کے بعد کسی غریب آدمی کو بھی نہ دینے چاہئین۔ بلکہ ان پر مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا چاہیئے۔ پھر اس مرض کے متعدی ہونے مین کیا شبہ رہا۔

بیشک ایسے بھی بہت آدمی ہین کہ وہ باوجود بیمار کی استعمالی چیزین (کپڑہ وغیرہ) اپنے استعمال مین لانے کے بھی مرض سے محفوظ رہتے ہین۔ لیکن کسی شخص خاص پر کسی خاص حالت مین اس بیماری کا اثر نہ ہونا اس مرض کے متعدی سمجھنے کے لئے کچھ مضر نہین۔ کیا اس کے متعدی ماننے کے لئے یہ ثبوت کچھ کم ہے کہ یہ مرض جس گھر مین اور جس وقت شروع ہوا بہت ہی تھوڑے عرصہ مین دور دور پھیل گیا اور ہزارہا مخلوق کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور جس وبائی شہر کے آدمی دوسرے شہرون مین بھاگ کر گئے وہان بھی یہ مرض پھیل گیا۔ ایسی حالتمین اس مرض کو

کو متعدی نہ کہنا سراسر ناانصافی نہین تو اور کیا ہے۔

ڈاکٹری کتابون مین طاعون

کو ایک قسم کا بخار بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کو "**ایرپ ٹف فیور**" کی اقسام مین شمار کیا جاتا ہے۔ یہہ نام (ایرپ ٹف فیور) ایرپ شن سے اخذ کیا گیا ہے اور ایرپ شن لاٹن زبان کا لفظ ہے اس کے معنی "اندر سے باہر آنا" ہین۔ چونکہ اس قسم کے جتنے بخار ہوتے ہین ان مین سے کسی مین آبلہ۔ کسی مین دانہ کسی مین دنبل۔ کسی مین گلٹیان وغیرہ پیدا ہوتی ہین اور اون کا مادّہ بدن کے اندر سے باہر آتا ہے اس لئے اس قسم کے بخارون کو ایرپ ٹف فیور کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور انگریزی زبان مین "ایزکس آن ثمتا" کہتے ہین۔ یعنی پھول کی طرح کسی چیز کا بدن پر نکلنا۔ غرض اس مین بھی خروج اور بروز کے معنی موجود ہین۔

ایرپ ٹف فیور کے اقسام

اس بخار کی آٹھ قسمین بیان کی جاتی ہین (۱) وری اولا اور اسمال پاکس جس کو چیچک کہتے ہین۔ (۲) ویکس سینا اور کاؤ پاکس یعنی وہ (بخار جو اس) آبلہ (کے ساتھ ہوتا ہے) جو ٹیکہ لگانے سے اٹھتا ہے (۳) وری سیلا اور چیکین پاکس۔ یہہ بھی ایک قسم کی چیچک ہے (۴) موربلی اور میزلز جس کو کھسرہ کہتے ہین (۵) اسکارلٹ فیور جس کو لال بخار کہتے ہین (۶) ڈنگیو فیور اور ڈانڈی فیور یہ حمی مطبقہ کی ایک قسم ہے (۷) ایری سپلس جس کو سُرخ بادہ کہتے ہین (۸) پسٹس اور پلیگ ہی جس کو طاعون کہتے ہین۔ چونکہ ہماری بحث اسوقت صرف پلیگ ہی سے متعلق ہے اس لئے ہم ایرپ ٹف فیور" کی ساتون قسمون کا ذکر چھوڑ کر فقط پلیگ ہی کا بیان شروع کرتے ہین۔ **پلیگ** انگریزی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی معنی "وبا۔ مری" ہین"

چونکہ یہ مرض وبا کے طور پر بکایک پھیل جاتا ہے اور اس سے عام طور پر کثرت اموات واقع ہوتی ہے۔اس لئے اس مرض کا نام پلیگ رکھا گیا

غرض پلیگ "ایرپ ٹف فیور" کی ایک قسم ہے۔اور یہ ایسا بخار ہے جو ہر وقت قایم رہتا ہے اور مہلک ہوتا ہے۔اور اس کے ساتھ غدود جاذبہ (لمفیٹک گلانڈ) متورم ہو جاتے ہین یعنی وہ غدود جو جلد کے نیچے ہین۔اور جن ہین وہ مجاری ہین (جو خون سے "لمف" کو د تھوریسک ڈکٹ کے ذریعہ) ورید کبیر (جو بائین ہنسلی کے نیچے ہے) ہین پھنچا دیتے ہین۔

کبھی تو یہ سب غدود متورم ہو جاتے ہین اور کبھی بعض سوج جاتے ہین اور بعض نہین۔ اکثر گردن اور بغل اور ران کی جڑ کے غدود ہی متورم ہوتے ہین اور کبھی "کاربنکل" بھی (یعنی وہ دنبل جو غشاء خار دار یا ریشہ دار کے خراب ہونے سے نکلتے ہین) پیدا ہوتے ہین اور مختلف قسم کے داغ جسم پر ظاہر ہو جایا کرتے ہین۔ اور قی اور متلی اور درد سر اس بخار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ کیا لغتہ اور کیا اصطلاحاً اس مرض کے متعلق یونانی اطبا اور ڈاکٹرون کا قریب قریب ایک خیال ہے۔لیکن فقط بخار اور ورم کی اصلیت اور عرضیت مین قدرے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔یعنی یونانی طبیب ورم کو اصل مرض بیان کرتے ہین اور ڈاکٹر بخار کو اصل مرض کہہ رہے ہین۔اور بخار کی اصلیت پر ڈاکٹرون کی یہ دلیل ہے۔کہ وبا کی شدت کے زمانہ مین بعض بعض مریض ایسے بھی دیکھنے مین آتے ہین کہ وہ فقط بخار ہی کی شدت مین مر گئے اور دنبل وغیرہ اون کے جسم پر ظاہر نہین ہوئے اگر ورم کو اصل مرض تسلیم کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ بغیر گلٹیون کے سوجے ہوئے مریض

صرف بخار ہی مین ضائع ہوجاتا ہے۔ اگر ورم ہی اصل مرض ہوتا تو اوس کا ظاہر ہونا ضروریات سے تھا۔

میرے خیال مین یہہ دلیل بخار کی اصلیت ثابت کرنے کو کافی نہین ہے۔ کیونکہ کسی مرض مین اوس کی علامتون مین سے کسی علامت کا اتفاقیہ اوس مرض پر مقدم ہوجانا اوس علامت کی اصلیت (اصل مرض ہوجانے) پر ہرگز حجت نہین ہوسکتا۔

یہ اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ کبھی کبھی خاص مرض بعد کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اوس مرض کی علامت (جو خود بظاہر ایک علیحدہ مرض معلوم ہوتا ہے۔) پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً سرسام (سے نجائی ٹس) کے ظاہر ہونے سے پہلے چکر (ورٹی گو) اور بخار اور قے کا ہونا اور ورم غلاف القلب (پری کارڈی اے ٹس) مین سب علامتون سے پہلی علامت جو ظاہر ہوتی ہے وہ بخار ہے۔ تو اس قاعدہ سے سرسام مین چکر کو اور ورم غلاف القلب مین بخار کو کیون اصل مرض قرار نہ دیا جائے۔

اسی طرح طاعون کی صورت ہے کہ اوس مین کبھی ورم ہونے سے پہلے بخار ہوجاتا ہے بعینہ یہی شکل "پری کارڈائیٹس" کی ہے کہ اس مین بھی بخار اصل مرض کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ طاعون مین تو اتفاقیہ ہی بخار مقدم ہوتا ہے۔ اور ورم غلاف القلب مین اکثر پہلی علامت جو ظاہر ہوتی ہے وہ بخار ہے۔ پھر کیا وجہ کہ بخار کو ورم غلاف القلب مین اصل مرض نہ بیان کیا گیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ابتدا اصل مرض ورم غلاف القلب ہی ہوتا ہے۔ لیکن ظہور بعد کو ہوتا ہے۔ تو ہم بھی طاعون مین یہی بات کہہ سکتے ہین کہ اوس کی ابتدا بھی ورم سے ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ چھوٹے غدودون مین ورم ہوتا ہے لہذا ہم پر ظاہر نہین ہوتا اور بخار

پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور یہہ امر ممکن ہے کہ طاعون کا مادہ چھوٹے غدودون مین ہو اور بڑے غدودون مین نہ ہو۔

علاوہ ازین اگر اس اصول کو تسلیم بھی کیا جائے تو اس سے یہہ لازم آتا ہے۔ کہ طاعون مین ہمیشہ ورم سے پہلے بخار ہوا کرے۔ حالانکہ اکثر اسی طرح دیکھا جاتا ہے۔ کہ اول گلٹیان ظاہر ہوتی ہین اوس کے بعد بخار ہوتا ہے۔ اور کبھی بخار اور گلٹیون کا ایسا ساتھ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کا تقدم معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے۔

تاہم ان گلٹیون کا تغیر اکثر بخار ہونے سے پہلے بھی دیکھا جاتا ہے کیونکہ اس وبا کے زمانہ مین اکثر آدمی پہلے اس مرض کے ظاہر ہونے سے اپنی بغل اور ران کی جڑ مین کھجن اور خفیف سی جلن کی شکایت کیا کرتے ہین۔ ہان کبھی کبھی بخار کا بھی تقدم واضح طور پر معائنہ کیا جاتا ہے۔ اوس کے بعد گلٹیون مین ورم محسوس ہوتا ہے مگر اس حالت کے لئے (جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین) یہہ بیان کافی ہے کہ ظہور ورم سے پہلے بخار کا ہونا بخار کو اصل ثابت نہین کر سکتا۔ اسی طرح یہ بھی کچھ گرفت کے قابل نہین۔ کہ اگر مریض ورم کے ظاہر ہونے سے پہلے فقط بخار ہی کی شدت مین مر جائے اور اس بنا پر بخار ہی کو اصل مرض قرار دیدیا جائے اس لئے کہ اسی طرح جلد جلد ضائع ہونا صرف وبا کی ابتدائی کی حالت مین دیکھا گیا ہے۔ اور جب وبا کی شدت کم ہو گئی تو پھر بہی "پلیگ" کا گیس ہفتے سے لے کر چودہ چودہ دن تک ممتد رہتا ہے اس کی وجہ صاف ہے کہ وبا کے ابتدائی حالت مین مرض کی سمیت کچھ ایسی سخت ہوتی ہے کہ دفعتاً قلب تک پہونچکر مریض کا کام تمام کر دیتی ہے اس قدر مہلت نہین ملتی کہ مرض کی پوری علامتین ظاہر ہونے پائین اور جب مدت مرض سے پہلے ہی مریض ضائع ہو جائیگا تو پھر کیونکر صلیت

یا عرضیت پر صحیح صحیح استدلال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ "کالرا" (ہیضہ) کی شدت کے زمانہ مین بعض آدمی فقط درد شکم کی شکایت کرتے ہین۔ اور پانچ چھ گھنٹے مین مرجاتے ہین علاوہ ازین اور موسمون مین فقط بخار کی شدت مین دفعتاً "تھرمامیٹر" بڑھجانے سے بارہا مریض مرتے ہوئے دیکھنے مین آتے ہین۔ لیکن وبا کے زمانہ مین سرسری نظر سے دیکھنے والے اس مریض کو "پلیگ" کا مریض سمجھتے ہین۔ بلکہ بعض دفعہ بڑے تجربہ کارون کو بھی دہوکا ہو جاتا ہے خصوصاً ایسے مرضون مین کہ جن کی علامتین اس شائع مرض سے ملتی جلتی ہوتی ہین۔

علاوہ ان سب قصون کے ہم دیکھتے ہین کہ جب "طاعون" کا مریض آرام پانیکو ہوتا ہے تو اول گلٹیون کا ورم اصلاح پر آنا شروع ہوتا ہے۔ اور جیسے جیسے یہ ورم رُو باصلاح ہوتا ہے اوسی طرح بخار بھی گھٹتا جاتا ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ اصل مرض ورم ہی ہے اور بخار اسکا عرض ہے۔

اور نیز گلٹیون مین پیپ پڑنا اس مرض مین ایک اچھی علامت ہے اسی طرح جس قدر گلٹیان کثرت اور شدت سے ہوتی ہین اُسی قدر بخار اور بیہوشی کا غلبہ ہوتا ہے اور جب گلٹیان کم ہوتی ہین تب نہ تو ایسی بیہوشی ہوتی ہے اور نہ ایسا بخار زیادہ ہوتا ہے اور یہ بھی بارہا دیکھا ہوا ہی کہ جب سات آٹھ دن اس مرض کو ہو جاتے ہین اور گلٹیو نمین پیپ پڑنی شروع ہوتی ہی تو بخار ایکدم یا تو کم ہو جاتا ہی یا بالکل ہی دفع ہو جاتا ہی جسطرح اُن دنبلون کا قاعدہ ہی کہ جنکا بخار اُنکی تابع ہوتا ہے کہ جب دنبل شروع ہوتے ہین تو ان کے ساتھ ہی ساتھ بخار بھی ہوتا ہے۔ اور جیسے جیسے بڑہتی ہین اُسی طرح بخار بھی بڑہتا ہے۔ بالآخر جب دنبل مین پیپ پڑجاتی ہے تو بخار یا تو دفعۃً کم ہو جاتا ہے یا بالکل اوتر جاتا ہے۔

علاوہ ازین بعض اطبا کا یہہ بیان ہے۔ کہ ایک ترکون کا قبیلہ تھا وہ اس مرض کو معمولی پھوڑون پھنسیون کی طرح سمجھتا تھا اور اس ورم کو اور دنبلون کی طرح چیر کر پھینکدیتے تھے اوس کے بعد ملات کا استعمال کیا کرتے تھے اور اکثر اچھے ہو جایا کرتے تھے۔

محمد طاہر جو ایک مشہور طبیب تھا اوسکا بیان ہے کہ مین نے ایک ترکی طالب علم کو دیکھا کہ اوس نے اپنے ہاتھ سے متورم گلٹی کو کاٹ کر پھینکدیا۔ وہ گوشت زمین پر کچھہ دیر تک حرکت کرتا رہا جب مین دوبارہ اوسکی عیادت کو گیا تو اوس لڑکے کو تندرست پایا۔ اس نے مجھسے اندمال زخم کی دوا مانگی مین نے اوس کو بتادی وہی دوا اُس نے استعمال کی جس سے تھوڑے دنون مین وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

الحاصل اس کل تقریر سے یہہ واضح طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ واقعی اس مسئلہ مین پہلے ہی اطبا حق بجانب ہین یعنی اصل مرض ورم ہی ہے اور بخار اوس کی ایک علامت ہے۔

طاعون کے اسباب یونانی طبیبون کی تحقیق سے طاعون کا سبب ہوا کا فساد ہے۔ شیخ بو علی بن سینا کا بیان ہے۔ کہ ہوا کا فساد کبھی ہوا کی کیفیت (یعنی ہوا کی گرمی سردی) کے گھٹ بڑہ جانے سے ہوتا ہے اور کبھی ہوا کے جوہر کے بگڑ جانے سے (یعنی ہوا کی وہ طبعی نسبت جو قدرتی طور پر تندرستی قایم رکہنے کے لئے ضروری ہی کم و بیش ہو جائے) اور یہہ بھی شیخ کا بیان ہے کہ بحالت بساطت ہوا متعفن نہین ہو سکتی بلکہ جب سڑے ہوئے انجرات پانی نباتات معدنیات وغیرہ کے اس مین مخلوط ہو جاتے ہین تب ہوا بگڑتی ہے۔ اس اختلاط کا باعث یا تو خاص مقام کی گندگی ہے (مثلاً کسی شہر مین پانی گڈہون مین جمع ہو کر سڑ جائے اور اُس کے

سڑے ہوئے بخارات ہوا مین ملجائین اور ہوا کو متعفن کر دین جس کی وجہ سے اوس مقام پر وبا ہو جاتی ہے اور کبھی یہہ اختلاط ہوا کے زیادہ چلنے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ جس جگہ گڈھون مین سڑا ہوا پانی ہو۔ یا میدان جنگ مین سڑی ہوئی نعشین یا کسی جگہ وبا کی شدت کی وجہ سے وہان کے مردے دفنائے یا جلائے نہ جاتے ہون غرض ایسے مقامات کی ہوا وہان سے گندہ ابخرہ اپنی ساتھ لاکر دوسرے شہر کی اچھی ہوا مین ملاوے جس کی وجہ سے وہان کی ہوا بھی خراب ہو جائے۔

اور کبھی ہوا کا تعفن ایسی زہریلی آمیزش سے ہوتا ہے جو باطن زمین سے ہوتی ہے اور خاص قسم کی سمیت ہوا مین پیدا کر دیتی ہے اور ہم اوس کو کچھہ نہین کہہ سکتے کہ وہ زہر کس قسم کا ہے گنجان درخت اور خندق اور گڈھے۔ اور نشیب کے مقامات اور بڑی بڑی آبادیون مین بند مکانات جن مین ہوا کی آمد و رفت اچھی طرح نہو سکے۔ یہہ بھی ہوا کے بگاڑنے کے اسباب ہین۔ چونکہ یہان کی ہوا بوجہ تنگی منفذ جلد جلد تبدیل نہین ہو سکتی۔ بلکہ دیر تک گھٹی رہتی ہے اس لئے خراب ہو جاتی ہے۔ دہوین اور غبار کا اختلاط بھی ہوا کو بگاڑنیوالا ہے چمڑے کے بھگونے کے مکانات اور کوڑیون کے کھتون کا شہر کے قریب ہونا بھی ہوا کے افساد کا بڑا سبب ہے۔

جب ہوا بگڑ جاتی ہے تو نباتات اور کھیتون کو بھی کچھہ نہ کچھہ نقصان پہونچتا ہے اور پھلون مین بھی اس خراب ہوا کا اثر ہو جاتا ہے۔ جب جانور اس قسم کی گھاس کھاتے ہین تو وہ بھی نقصان اوٹھاتے ہین اور جب ایسے جانورون کا گوشت یا ان پھلون کو آدمی کھاتے ہین تو وہ بھی بیمار ہو جاتے ہین۔

الحاصل جب ہوا مین زہریلا اثر آ جاتا ہے تو یہہ ہوا منہہ اور ناک اور مسامات کے ذریعہ سے

بدن مین داخل ہوکر خون کے ساتھ تمام بدن مین دوڑ جاتی ہے اور اپنا بد اثر کرتی ہے جس کی وجہ سے آدمی بیمار ہو جاتا ہے اور جب وقت خون اور قلب مین یہ ہوا اپنا پورا اثر کر چکتی ہے تو آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

طبری کا (جو ایک مشہور طبیب فاضل تھا) قول ہے کہ وبا جب فساد ہوا سے ہوتی ہے تو امراض وبویہ مین سے مثل طاعون اور درشکین اور بنفسجی اور موم کے پیدا ہوتے ہین اب اگر ہوا کا فساد جزئی ہے تو امراض غیر قتالہ ہون گے اور اگر یہ فساد کلی ہے تو امراض مہلکہ ہونگے۔ اور ہوا کے فساد سے یہہ غرض ہے کہ اوس کے جوہر مین تغیر ہو جائے اور خون کا فساد کسی کیفیت فاسدہ کے حدوث سے ہوتا ہے۔ پھر جس طرح کا فساد ہوتا ہے اوسی طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین مثلاً اگر خون مین حدت ہو اور جوش ہو تو اوس سے خارش ہوگی۔ اور اگر حدت خون کے ساتھ عفونت بھی ہو تو اوس سے تر کھجلی اور پھنسیان اور دنبل پیدا ہون گے۔ اور اگر حدت کے ساتھ عفونت اور سمیت ہوگی۔ تو اوس سے مہلک طواعین پیدا ہون گے۔

کبھی اس قسم کا زہریلا خون قلب مین زیادہ چلا جاتا ہے تو فوراً آدمی کو مار ڈالتا ہے۔ اور کبھی یہہ (خون زہریلا) سینہ اور دماغ کی طرف زیادہ چڑھ جاتا ہے تو اوس سے سینہ یا سر پر مسور کی برابر دانہ نکلتے ہین۔ جنکو زیتیہ کہتے ہین۔ یہہ بُری علامت ہوتی ہے۔ اس کے واسطے حکیم بقراط نے کہا ہے کہ جب یہہ علامت (مسور کی برابر دانے) ناک اور چہرہ اور کان کی جڑ کے پاس نمایان ہون تو اوس شخص کی موت کا حکم دیدو۔ اور کبھی یہہ فساد اور حدت کم ہوتی ہے تو اوس سے بنفسجے پیدا ہوتے ہین اور بنفسجی ایک قسم کے داغ ہین۔ جو بنفشہ کے پتون کی شکل ہوتے ہین۔ انکے ساتھ بھی بخار ہوتا ہے۔

مگر جب ناک سے خون زیادہ آنے لگتا ہے۔ اور بخار چھوٹ جاتا ہے تو اوس مریض کی موت کا پختہ یقین ہو جاتا ہے۔ اور کبھی پسو کے کاٹے ہوئے جیسے نشانات ہو جاتے ہین یہ نشان کل بدن پر ہوتے ہین۔ اور بہت سرخ ہوتے ہین۔ مگر یہہ مہلک نہین ہوتے اور کبھی اس قسم کے نشانات سبزی مائل ہوتے ہین اور اون کے بیچ مین سفید خطوط مائل بکبودہ ہوتے ہین۔ اس مرض کو درشکین کہتے ہین یہہ مرض بھی مہلک ہے۔ خواہ ناک سے خون جائے یا نہ جائے۔ اور یہی نشان کبھی برنگ رصاص ہوتے ہین اسکو موم کہتے ہین یہہ بھی مہلک مرض ہے اور ایک قسم کے نشانات خاکستری بدن پر نکلتے ہین جس طرح بہق کے داغ ہوتے ہین اون کی وجہ سے مریض اپنے بدن مین ثقل اور ضخامت محسوس کرتا ہے۔ اس کے بعد یا سر مین ورم ہو کر مر جاتا ہے یا اس مریض کو دست آنے لگتے ہین اور مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

یاد رہے جو مرض دفعتہً کسی جگہ پیدا ہو جائے اور شہر مین عام ہو۔ ہمیشہ وہ مرض ہوا کے بگاڑ سے ہوگا۔ کیونکہ اور کوئی ذریعہ ایسا نہین کہ جس کی تاثیر دفعتہً عام ہو جائے اور تمام شہر کو اوس مرض مین گرفتار کر دے ہوا کے استعمال کرنے پر ہر جاندار شئے جانور ہو یا آدمی مجبور ہے کیونکہ زندگی کا بڑا دار و مدار اسی ہوا پر ہے۔ اس لئے کہ اس عنصر کے ذریعہ سے روح اور دل کی حرارت کی تعدیل ہوتی رہتی ہے جب اندر سانس کھینچا جاتا ہے تو پھیپھڑے کے ذریعہ سے ٹھنڈی ہوا خون مین جذب ہو کر قلب تک پہونچتی ہے اور وہان سے تمام جسم مین پھیل جاتی ہے۔ اگرچہ بعض ڈاکٹر یہہ کہتے ہین کہ ہوا سے قلب کو کچھ مدد نہین ملتی۔ علاوہ تشریحی ثبوت کے ہم یہ دلیل پیش کر سکتے ہین کہ قلب کی حرکت بڑھ جانے کے حالت مین لمبی لمبی سانس لینے سے۔

جو کھلا ہوا فائدہ مریض کو ہوتا ہے اس کی کیا وجہ۔ اگر ہوا سے قلب کو کچھ مدد نہین پہنچتی تو پھر اسکا کیا سبب ہوگا۔

علاوہ ازین۔ اکثر "ہارٹ ڈزیز" (امراض قلب) مین سانس کے جلد جلد آنیکا قدرتی سبب کیا ہے اور لمبے سانس لینے سے دل کی جگہ ٹھنڈک ہونیکی کیا وجہ۔ چونکہ یہ بحث ہماری مبحوث مضمون سے کسی قدر خارج ہے۔ لہذا ہم اس کو اسی قدر بیان پر چھوڑتے ہین تاکہ طول بیجا نہو۔

غرض جب روح وقلب کی گرمی کم ہو جاتی ہے اور خون اور اخلاط کے گرم بخارات اس ہوا مین مل جاتے ہین۔ تو پھر تعدیل کے قابل نہین رہتی۔ لہذا پھر اولٹے سانس کے ذریعہ سے طبیعت اس گرم ہوا کو نکال دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ہوا سانس کے ذریعہ سے اندر جاتی ہے تو ٹھنڈی محسوس ہوتی ہے۔ اور جب اولٹے سانس کے ساتھ باہر نکلتی ہے تو گرم معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ خون اور اخلاط کے گرم بخارات بھی اس ہوا کے ذریعہ سے نکلتے ہین۔ لہذا ڈاکٹر اس ہوا کا فعل خون کا صاف کرنا ہی بیان کرتے ہین۔

الغرض اس ہوا سے روح وقلب کی تعدیل اگر تھوڑے عرصہ کے لئے بھی نہ ہو تو تمام حیوانات کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ علیٰ ہذا القیاس اس ہوا کی رفتار بھی بہت سریع ہے جس کی وجہ سے دفعۃً اسکا اثر ایک جگہ سے دوسری جگہ ہوتا ہے برخلاف اور متعدی بیماریون کے۔ کہ دفعتًا اور جلد نہین پھیل سکتین۔

یاد رہے کہ ہوا کی رفتار اگر بحساب فی گھنٹہ ایک میل ہوگی تو بالکل محسوس ہی نہین ہوتی اور جب فی گھنٹہ دو میل ہوا چلتی ہے تو کچھ یون ہی رمق سی محسوس ہوتی

ہے۔ اور فی گھنٹہ تین میل چلنے میں جسم کو ناگوار نہیں ہوتی۔ مگر جب بحساب فی گھنٹہ سات میل چلتی ہے تو بہت تیز ہوتی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں آندھی کے وقت ہوا بحساب فی گھنٹہ ایک سو دس میل تک چلتی ہے۔

الحاصل جو مرض کہ دفعتہً پیدا ہوتے ہیں اور کل شہر میں پھیل جاتے ہیں اونکا سبب ہوا کے بگاڑ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اگرچہ پانی کی خرابی سے بھی مرض شائع ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن وہ محدود ہی رہتے ہیں۔ کل شہر کو عام نہیں ہوتے تمام شہر میں ایک مرض کا شائع ہو جانا محض ہوائی امراض ہی کے ساتھ مخصوص ہے یہ ظاہر ہی کہ **طاعون** جس شہر یا گانوں میں ہوتا ہے۔ بارود کی طرح پھیل جاتا ہے اور عام مخلوق پر اپنا اثر کر لیتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کا اصل سبب ہوا کا بگاڑ ہے اور یہہ بھی تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جس جگہ ہوا کی صفائی کی تدبیرین معقول طریقے سے کیجاتی ہین وہان اس مرض کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ جہان گنجان آبادی ہوتی ہے اور مکانات میلے اور بند اور نشیب مین ہوتے ہین ایسے مقامات پر یہہ مرض خوب زور باندھتا ہے آگ لگنے اور آندھی آنے سے اس مرض (پلیگ) کا زائل ہونا تاریخون سے ثابت ہے اور اس مرض کے ہوائے فاسد سے ہونیکی کافی دلیل ہے۔

یاد رہے۔ کہ خراب ہوا کے اثر سے متاثر ہونے والے اکثر وہ اشخاص ہین کہ جنکے بدن مین مواد بھرا ہوتا ہے اور زیادہ مجامعت کرنے والے اور کثرت سے شراب پینے والے بھی اکثر وبائی امراض کے شکار ہوتے ہین اور مفلس اور قحط زدہ اور میلے آدمی تو اکثر وبائی امراض سے جان بر نہیں ہو سکتے۔ اکثر فصل خریف مین ہوا بگڑتی

ہے۔ گرمیون مین وبائی مرض بہت کم پیدا ہوتے ہین۔ اس لئے کہ جب ہوا گرم ہو جاتی ہے تو بوجہ لطافت اس کی حرکت سریع ہو جاتی ہے اور اوپر زیادہ رخ کرتی ہے جس کی وجہ سے خراب ابخرے۔ اگرچہ اس مین ملے ہوئے ہوتے ہین تو وہ نکل کر تحلیل ہو جاتے ہین اور سطح زمین کے باشندے آرام سے رہتے ہین۔ مگر فصل خریف مین چونکہ بارش کثرت سے ہو چکتی ہے اور گھاس پتے وغیرہ سڑ جاتے ہین ان کے ابخرے ہوا مین مل جاتے ہین اور ہوا مین ٹھنڈک آجاتی ہے ان اسباب سے ہوا ثقیل (بھاری) ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہوا نہ جلد حرکت کر سکتی ہے اور نہ اوپر چڑھ سکتی ہے۔ زمین کے گندہ ابخرے ہوا مین مخلوط رہتے ہین اور ہوا کو بگاڑ دیتے ہین جس سے طرح طرح کے وبائی مرض پیدا ہوتے ہین لہذا آخر فصل خریف مین اور شروع موسم سرما مین وبائی امراض کا زور ہوتا ہے طاعون بھی چونکہ وبائی مرض ہے لہذا یہ بھی آخر فصل خریف سے زور پکڑتا ہے۔ اور گرمیون مین ہمیشہ اس کی کمی ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹرون کے اس مرض کے اسباب بیان کرنے مین (۲) فریق ہین ایک فریق کا یہہ بیان ہے کہ اس مرض کا سبب ایک خاص قسم کا زہر ہے۔ لیکن یہہ معلوم نہین کہ زہر نباتی ہے یا حیوانی۔ یا ان دونون سے مرکب لیکن جس جگہ آبادی زیادہ ہوتی ہے اور صفائی نہین ہوتی۔ اور تعفن زیادہ ہوتا ہے اور پانی سڑتے ہوئے ہوتے ہین اور خراب قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے وہان اکثر یہہ زہر پیدا ہوتا ہے اور یہ مرض بہت جلد ہیضہ کی طرح شائع ہو جاتا ہے اور جہان صفائی زیادہ ہوتی ہے وہان یہہ مرض بہت کم ہوتا ہے اور اگر ہوتا بھی ہے تو

عالم گیر نہین ہوتا۔ اور جب یہ مرض شروع ہوتا ہے تو اس کا زہر بہت قوی ہوتا ہے۔ مگر جب اس مرض کو ایک عرصہ گذر جاتا ہے۔ تو اس کی سمیت کم ہوجاتی ہے اور کمزوری اور افلاس اور قحط سالی اور خراب غذا کھانا صاف نہ رہنا پانی کا صاف نہ ہونا غلاظت کا ہونا مکھیون کا کثرت سے پیدا ہونا چوہون کا کثرت سے مرنا یہ بھی طاعون کے اسباب ہین۔

(۲) دوسرے ڈاکٹرون کا یہہ بیان ہے کہ اس مرض کا سبب ایک کیڑا ہے۔ جو اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ ایک پین کے سرے پر سیکڑون اوٹھ سکتے ہین پہلے گروہ نے جو اس قدر طاعون کے اسباب شمار کئے ہین اگر بہ نظر غور دیکھیے تو یہ اسباب بالذات طاعون کے پیدا کرنے والے نہین کیونکہ مفلسی سے طاعون نہین ہوسکتا۔ علی ہذا القیاس قحط سالی سے طاعون ہونیکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی۔ اکثر قحط سالی ہوئی ہے مگر ہمیشہ طاعون نہین ہوا۔ کمزوری بھی طاعون پیدا نہین کر سکتی کیونکہ بہت سے آدمی کمزور ہوتے ہین۔ لیکن اون کو طاعون نہین ہوتا۔ خراب غذا کھانے سے کس کو طاعون ہوا۔ بلکہ اگر یون کہا جائے کہ یہ اسباب طاعون کے مددگار ہین تو کچھ مضائقہ نہین ورنہ یہہ مذکورہ اسباب بالذات طاعون کے پیدا کرنے والے نہین۔ اسی طرح مکھیون کا کثرت سے پیدا ہوجانا اور چوہون کا مرجانا بھی طاعون کے سبب نہین بلکہ اگر انکو طاعون ہونیکی علامت کہا جائے تو مناسب ہے اب اگر بغور دیکھا جائے تو اصل سبب طاعون کا وہی ہوا کا بگاڑ ہے۔ جو یونانی حکیم بیان کر رہے ہین۔ گنجان آبادی متعفن اور میلے مقامات پر اس مرض کا کثرت سے ہونا صاف اس امر کی شہادت دے رہا ہے

کہ یہہ (طاعون) ہوائی مرض ہے اسی طرح کیڑون کو اس مرض کا اصل سبب بیان کرنا کچھ ٹھیک سمجھ مین نہین آتا۔ کیونکہ بارہا دیکھنے مین آیا ہے۔ کہ یہہ مرض جس شہر مین ہوا ہے وہان دفعتہً پھیل گیا ہے اور اس طرح کہ کچھ "کیس" ایک محلہ مین کچھ دوسرے تیسرے محلہ مین ہوئے۔ اگر فقط کیڑا ہی اس مرض کا سبب ہے تو پھر اس کی اشاعت ایسی جلدی کس طرح ممکن ہے کہ ابتدائی حالت مین ایک شہر مین دس بارہ گھرون مین بلکہ چند محلون مین یہ مرض ہو جائے۔ حالانکہ اس کیڑے کو بہت چھوٹا بیان کیا جاتا ہے۔ یہان تک کہ یہہ کہا جاتا ہے کہ ایک پین کے سر پر سیکڑون اوٹھ سکتے ہین اور ایسے ہی اس کیڑے کی رفتار بھی بہت ہی کم بتائی جاتی ہے۔ کہ یہ کیڑا ایک رات دن مین بمشکل کچھ انچ چل سکتا ہے تو اب اس کیڑے کا ایک دن مین چار مکان یا چار محلون مین جلد چلا جانا اور مرض کا پیدا کر دینا تعجب سے خالی نہین۔

علاوہ ازین اگر اصل سبب طاعون کا یہی کیڑا ہے تو یہہ بھی ضرور ہے کہ بغیر چھوت کے یہہ بیماری پیدا نہو سکے۔ حالانکہ ہم اس وبا کے زمانہ مین دیکھتے ہین کہ بہت آدمی بغیر چھوت کے اس مرض مین مبتلا ہو جاتے ہین نہ وہ کسی ایسے مریض کے پاس ہو کر آتے ہین نہ کسی طاعون والی مردہ کو اوٹھا کر لیجاتے ہین نہ کسی ایسے شہر سے آئے ہوئے ہوتے ہین کہ جس جگہ "پلیگ" کثرت سے ہو رہا ہو۔ خود بمبئی کی حالت قابل بحث ہے کہ اگست ۱۸۹۶ء مین جو یہہ مرض بمبئی مین دفعۃً پھیل گیا تھا یہ مرض کس ملک سے آیا اور کہان کی چھوت سے پیدا ہوا۔ اٹکل اور قیاس سے کہدینا یہہ دوسری بات ہے کہ یہہ مرض "ہانگ کانگ" یا "بینے گیر" سے آیا۔ لیکن اصل

واقعہ کو ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ اسی طرح روم روس کی لڑائی کے بعد جب یہہ مرض میدان جنگ مین پھیلا تھا اوسکا بھی یہہ ثبوت مشکل ہے کہ یہہ مرض فلان جگہ سے آیا۔ اور اگر مصر اور ایشیا کے آدمیون کو اوس مرض کا سبب بیان کیا جائے تو اوس کی کیا وجہ ہوگی کہ لڑائی کے زمانہ مین یہہ مرض کیون نہ پھیلا حالانکہ یہہ آدمی پہلے ہی سے وہان موجود تھے اگر اون کے ذریعہ سے یہہ مرض پھیلا تھا تو اول ہی سے پھیلنا چاہیئے تھا۔ لڑائی کے بعد اس مرض کے شائع ہونیکی کیا وجہ۔

علاوہ ازین تاریخون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض جگہ آگ لگنی یا آندھی کے آنے سے دفعۃً یہہ مرض جاتا رہا۔ چنانچہ مئی ۱۶۶۸ع لندن مین اس مرض نے جب اڑسٹھ ہزار آدمی مار ڈالے تھے۔ اور منجملہ چار لاکھ ساٹھ ہزار آدمیون کے جو لندن مین آباد تھے دو تہائی باشندے خوف کے مارے بھاگ گئے تھے۔ تو اُس وبا کا ختم آتش زدگی پر ہوا تھا آگ لگتے ہی یہہ مرض وہان سے دفعۃً نیست و نابود ہوگیا۔ علی ہذا القیاس ۱۷۱۳ع کو "آسٹریا" اور "ہمیا" مین یہہ وبا پھیلی ہوئی تھی ۲۷۔ فروری ۱۷۱۴ع کو سخت آندھی چلی اور اوس سے یہہ وبا زائل ہوگئی۔ علاوہ ازین یہہ وبا دفعۃً اکثر مقامات پر پھیلی اور دفعۃً چلی گئی۔ چنانچہ میرٹھ صدر بازار مین اول یہہ مرض شروع ہوا۔ اپریل کے مہینے سے اس مرض کی ابتدا معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نتھوا لودھا مع چند آدمیون کے انبالہ سے آکر لونیا محلہ صدر بازار میرٹھ مین اوگھا لودھے کے مکان پر ٹھیرا۔ اور کچھ عرصہ مقیم رہا اوسی وقت سے لودھون مین یہہ مرض شروع ہوگیا اور اموات کی کثرت ہوگئی۔ چنانچہ ۱۷۔ اپریل کو رامدین لودھا مرا اور متواتر اموات لودھون مین شروع ہوگئین

پھر لونیہ محلہ مین برہمنون اور کوریون مین یہہ بیماری پھیل گئی۔ اوس کے بعد ڈھول کی محلہ و دال منڈی مین "کیس" ہونے شروع ہو گئے اور کالی باڑی تک یہہ مرض پہونچ گیا۔ اور اسی عرصہ مین لال کرتی بازار اور رجبن بازار مین بھی اس مرض کی اشاعت ہو گئی بالآخر اس مہلک مرض نے شہر میرٹھ مین اپنا زور باندھ لیا۔ لیکن دسمبر ۱۹۰۲ء سے اگست ۱۹۰۴ء تک صدر بازار مین اس مرض کا کچھ بھی تذکرہ نہ ہوا۔ حالانکہ صدر بازار کی آبادی بہت بڑی ہے اور مکانات بھی گنجان ہین اور وہین سے ابتدا اگر یہ مرض شروع ہوا تھا۔ چھہ سات مہینے تک وہان یہہ مرض رہا اور دفعۃً غائب ہو گیا اور رجبن بازار مین اور شہر میرٹھ مین ابتک اس مرض کا زور قائم رہا کہ شہر مین تقریباً تیس چالیس آدمی روزانہ ضائع ہو جاتے ہین۔ مگر صدر بازار مین اس مرض کا نام بھی نہین کہ جہان یہ مرض شروع ہوا تھا اور شدت سے ہوا تھا۔

اسی طرح موضع سیکری تحصیل غازی آباد مین یہہ بادفعۃً آئی اور کچھ دنون زور شور سے ہوئی اور ایک دم غائب ہو گئی۔ الہ آباد مین بھی ایک سال یہہ بیماری شدت سے رہی۔ پھر گرمیون مین ایسی غائب ہو گئی کہ کہین نام تک بھی سننے مین نہ آیا اگر ایک دو "کیس" ہوئے تو وہ شمار کے قابل نہین۔ اگلے جاڑون مین یہہ مرض پھر ظاہر ہو گیا۔

اب اگر فقط کیڑے ہی اس مرض کے خاص سبب ہین تو اس مرض کا دفعۃً پھیل جانا اور دفعۃً چلا جانا۔ اور گرمی جاڑون مین فاصلہ کے ساتھ دورہ کرنا کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آندھی یا آگ لگ جانے سے اس مرض کا دفع ہونا کیون کر سمجھ مین آسکتا ہے۔ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ آگ سے کیڑے جل جاتے ہین۔ اور آندھی سے یہہ کیڑے شہر سے نکل گئے۔ مگر وہ کیڑے جو آدمیون کے خون مین ملے ہوئے تھے۔

اور خون کے ساتھ رگون مین دوڑے ہوئے پھرتے تھے۔ وہ اس آندھی یا آگ سے کیا ہو گئے۔ اگر یہہ کہا جائے کہ کیڑے بدن ہی مین رہے۔ تو پھر اون سے چھوت کا سلسلہ کیون قایم نہ رہا۔ اور اوس کے ماوری اوس آندھی سے جو کیڑے اوڑ گئے تو اسٹریا کے قریب آبادیون مین پھونچے ہون گے پھر اون آبادیون کا اس مرض سے کیونکر بچاؤ ہوا۔

لنڈن مین پچھلی سخت وبا کے دفعتہً چلے جانیکا کیا سبب بیان کیا جا سکتا ہے۔ ۱۸۹۶ء مین بمقام بمبئی جو یہہ مرض ہوا۔ اگر یہہ مان لیا جائے کہ وہان یہہ مرض ہانگ کانگ سے آیا تھا۔ مگر اتنے بڑے شہر مین دفعتہً اس مرض کا پھیل جانا اس سے تو کوئی انکار ہی نہین ہو سکتا۔ پھر ایک جگہ کے کیڑون کا دفعتہً سارے شہر مین پھیل جانا کیونکر خالی از تعجب ہو سکتا ہے۔

غرض اس قسم کے اور بہت اعتراض ہین جو کیڑون کو طاعون کا سبب ماننے سے پڑتے ہین۔ چنانچہ **ڈاکٹر ہنگن** صاحب اپنے رسالہ طاعون مین لکھتے ہین کہ "جدہ جیسے مقام پر طاعون کا تھوڑے عرصہ تک رہ کر چلا جانا اور دوسرے مقامات پر عرصہ تک رہنا اور بمبئی مین دفعتہً وبا کا پھیل جانا ایسے سوالون کو سمجھانا آج کل کی سائنس کی طاقت سے باہر ہے۔

واقعی اس مین کچھ شک نہین کہ اگر فقط کیڑون کو اس مرض کا سبب تسلیم کیا جائے تو ایسے ایسے اعتراضون کا ٹھیک جواب دینا قریب قریب ناممکن ہو گا۔

مگر ہوا کے بگاڑ کو طاعون کا سبب مان لینے سے ان جیسے اعتراضات کا جواب دینا کچھ بھی مشکل نہین اس لئے کہ ہوا سریع الحرکت ہے دفعتہً کہین سے کہین پہنچ

سکتی ہے۔ لہذا اوس کے امراض جلد پھیل سکتے ہین۔ اگرچہ "جدہ" سے بھی کوئی جگہ زیادہ خراب ہو۔ مگر وہان کی ہوا بھی قدرتی ذریعون سے دفعتًہ اور جلد صاف ہو سکتی ہے اور وہان کا مرض ایک دم اچھا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آتش زدگی اور آندھی سے ہوا کا صاف ہو جانا ظاہر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس طاعون کا دفعتًہ کسی جگہ پیدا ہو جانا اور دفعتًہ زائل ہو جانا کچھ بھی مشکل نہین چونکہ یہہ عنصر نہایت لطیف ہوتا ہے لہذا اسکا دفعتًہ صاف ہو جانا اور دفعتًہ خراب ہو جانا کچھ محال نہین۔

اور یہہ بھی تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اونچی آبادیون پر اس مرض کا اثر بہت کم ہوتا ہے اور جو آدمی اونچی فراخ ہوادار مکانون مین رہتے ہین وہ اکثر اس مرض سے محفوظ رہتے ہین۔ زیادہ تر نشیب کے رہنے والے اور جن کے مکان گنجان ہوتے ہین جس جگہ ہوا کی آمد و رفت اچھی طرح نہین ہو سکتی۔ وہ لوگ اکثر اس مرض مین گرفتار ہو جاتے ہین۔

الحاصل ان سب باتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ کیڑون کو اس مرض کا سبب بیان کرنا کچھ ٹھیک نہین بلکہ اصل سبب ہوا کا بگاڑ ہے۔ یہہ امر دوسرا ہے کہ اس مریض کی گلٹیون مین خاص قسم کے جرم محسوس ہون۔ جن کو "پروفیسر کیٹی سیٹو" نے کیڑون سے تعبیر کیا ہے مگر فقط اسی وجہ سے کیڑون کو اصل سبب طاعون کا سمجھ لینا کچھ ٹھیک نہین۔ یہہ ممکن ہے کہ ہوا کے خاص زہر کی وجہ سے آدمی کو خاص مرض ہو جائے اور حالت مرض مین جو قدرتی طریقہ سے بدن مین کیمیائی تبدیلیان ہوا کرتی ہین۔ اون تبدیلیون کی وجہ سے اس مرض سے گلٹیون یا خون مین کچھ اجسام غریب کیڑون کے مشابہ پیدا ہو جائین گو بظاہر دہوکا ہو سکتا ہے کہ ان کیڑون کو سبب مرض خیال کر لیا جائے۔ مگر چونکہ دوسرے وجوہات صاف ان کیڑون کے

سبب مرض نہونے پر صراحت کر رہی ہین - لہذا ان کیڑون کو اصل مرض نہین کہا جا سکتا پھر اگر کیڑے ہی در حقیقت طاعون کے سبب ہین - تو اس مرض کے علاج مین کامیابی نہونے کی کیا وجہ - قدرت نے کوئی ایسا سبب نہین بنایا جس کی ضد اس عالم مین موجود نہو - اور فی الواقع جس چیز کا صحیح سبب دریافت کیا جا چکا ہے اوس کی تدبیر ہمیشہ صحیح ہوتی ہے - مثلاً "ملیریا" کی جب تحقیق ہو گئی تو کنین اس کے واسطے تریاق معلوم ہو گیا - لہذا "ملیریا" کے اثر کو زایل کرکے کے لئے ہمیشہ کونین برتنے سے کامیابی ہوتی ہے -

طاعون کی منذر علامتین

جس کو طاعون ہونیوالا ہوتا ہے اُس کو بظاہر کوئی تکلیف شدید نہین ہوتی - لیکن وہ بیان کرتا ہے کہ بدن گرا جاتا ہے - بھوک کچھ جاتی سی رہی ہے اگرچہ جبراً کھا لیتا ہے - تو اچھی طرح ہضم نہین ہوتا - طبیعت پژمردہ اور نڈھال رہتی ہے ہنسنے بات کرنے سے طبیعت منکرہ ہوتی ہے کسی کسی وقت متلی کی بھی شکایت ہو جاتی ہے جنگاسہ یا بغل مین کسی قدر درد بھی معلوم ہوا کرتا ہی گاہے گاہے - اس مرض کے زمانہ مین اگر کوئی شخص طبیب سے اس قسم کی شکایتین بیان کرے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس شخص کو قریب ہی طاعون ہونیوالا ہے

حالت مرض کی علامتین

تجربہ اور معائنہ سے یہہ مرض اپنی علامتون کی شدتُ خفتُ کے اختلاف سے تین طرح پر دیکھنے مین آتا ہے - جس سے اس مرض کی تین قسمین کیجا سکتی ہین - اول وہ قسم جس مین علامتین خفت کے ساتھ ہون - دوسرے وہ قسم جس مین شدت کے ساتھ ہون - تیسرے وہ قسم جس مین نہایت شدید علامتین ظاہر ہون اور قطعًا یہہ قسم مہلک ہوتی ہے -

قسم اول کی طاعون کی علامتین بیمار کے چہرے کو اگر دیکھو گے تو قریب قریب تندرست کے معلوم ہوگا
البتہ نبض کے دیکھنے سے۔ معمولی بخار ملے گا (جو لرزہ دے کر چڑھا ہوگا) اور ساتھ ہی
اس کے مریض درد سر کی شکایت کرے گا اور کسی کسی وقت متلی اور قے بھی ہوتی
ہے۔ ران کی جڑ یا بغل یا کان کے پیچھے یا سینہ پر اگر دیکھو گے تو گلٹیان سوجی ہوئی
دکھائی دینگی لیکن ان گلٹیون مین کچھ زیادہ سوزش یا جلن یا درد نہ ہوگا۔ بلکہ
خفیف سے درد کی مریض شکایت بیان کرے گا۔ صبح کے وقت بخار کم ملے گا۔
مگر دوپہر سے قدرے زیادہ ہو جائیگا یہہ حالتین اکثر تین دن تک بدستور رہتی
ہین چوتھے دن پسینہ آکر بخار مین تخفیف ہو جاتی ہے۔ گلٹیان بہت نرم اور
چھوٹی ہو جاتی ہین اور اونکا درد بھی جاتا رہتا ہے پانچوین دن مریض کو بحالت
خواب پسینہ آتا ہے اور چھٹے یا ساتوین دن بخار بالکل اوتر جاتا ہے اور مریض اچھا
خاصا چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ لیکن معمولی ضعف باقی رہتا ہے مگر وہ بھی تقریباً
ایک ہفتہ مین جاتا رہتا ہے اور بیمار بالکل ہی تندرست ہو جاتا ہے اس قسم کا طاعون
اکثر اوسوقت دیکھا جاتا ہے کہ جب مرض کی شدت ہو کر کمی شروع ہوتی ہے۔

دوسری قسم کے طاعون کی علامتین (جس کو حاد طاعون بھی کہتے ہین) اس بیمار کا چہرہ دیکھنے
سے معلوم ہوگا کہ یہہ شخص انتہا درجہ کے نشہ مین ہے۔ آنکھین نہایت سرخ ہین۔
پیشانی پر شکنین پڑی ہوئی ہین جس سے بعض دفعہ ایک طرح کی پریشانی یا خلجان
چہرہ سے ظاہر ہوگا۔ اور بعض دفعہ معلوم ہوگا کہ یہہ شخص بڑے فکر مین ہے۔ اگر
مریض پلنگ پر ہاتھ کے سہارے بیٹھے گا تو ہاتھ کانپین گے۔ اور مریض جھٹکے کھائیگا
بیمار کبھی ہونٹون کو غصہ مین کاٹ لیتا ہے۔ کبھی بستر سے اوٹھ کر بھاگتا ہے۔ مگر

ہاتھ پاؤن بیکار ہوتے ہین۔ اور کل بدن مین کپ کپی ہو جاتی ہے کہین پاؤن کھنچتا ہے کہین پڑتا ہے۔ زبان سوج جاتی ہے اور کلام کے وقت لکنت کرتا ہے۔ الفاظ ٹھیک ادا نہین ہو سکتے۔ اگر بعض وقت مریض کچھ کہتا بھی ہے تو صحیح سمجھ مین نہین آتا۔ اگر کوئی معمولی آدمی اس مریض پر سرسری نظر ڈالے گا تو فوراً یہہ جان جائیگا کہ یہہ شخص حد سے زیادہ نشے مین ہے۔ اکثر متلی ہوتی ہے اور گاہی قے بھی ہو جاتی ہے۔ اس مریض کو کبھی دست بھی آیا کرتے ہین۔ اکثر زرد رنگ کے مواد آمیز اور کبھی سبز یا سیاہ رنگ کے دست آتے ہین۔ اکثر جاڑہ سے بخار آتا ہے مگر یہہ بخار کبھی تو ایک سو چار یا پانچ تک ہوتا ہے اور کبھی فقط ایک سو ایک نمبر پر دیکھا جاتا ہے اگر بیمار زبان سے کچھ کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ تو اکثر ہذیان ہوتا ہے۔ کبھی خود بخود یہہ مریض ڈرنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ جنون (مینیا) کی علامتین بھی اس مریض کے چہرے سے ظاہر ہوا کرتی ہین۔ کبھی غضبناک ہو جاتا ہے۔ کبھی کسی کو مارنے دوڑتا ہے کبھی کپڑے پھاڑتا ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ۔ نبض نرم اور سریع ہوتی ہے زبان کے کنارے سُرخ نظر آتے ہین۔ ایک دو دن کے بعد زبان خشک اور نیز دانتون کے جڑون مین کسی قدر سیاہی آجاتی ہے۔ پیشاب سرخ اور کم مقدار مین ہوتا ہے کبھی پیشاب کے ساتھ خون بھی آجاتا ہے ران کی جڑ یا بغل وغیرہ کے غدود زیادہ سوجے ہوئے ہوتے ہین۔ اگر مریض ہوش مین ہوتا ہے تو اون مقامات مین سوزش اور درد بھی بتاتا ہے۔ حتیٰ کہ مین نے اک عورت کو دیکھا کہ وہ محض درد کی شدت بیان کرتے کرتے چیختی چیختی دو دن مین مرگئی۔ اس حاد طاعون مین گلے گا ہے بدن مین دنبل

بھی پیدا ہوا کرتے ہین - اور یہہ دنبل روزمرّہ زیادہ ہوتے رہتے ہین اور کبھی اِس مریض کے بدن پر مختلف قسم کے نشانات بھی دیکھے جاتے ہین یہہ نشان کبھی سُرخ رنگ اور کبھی سیاہ ہوتے ہین - اگرچہ ہر قسم کے داغ کا ہونا بری علامت ہوتی ہے مگر سیاہ داغ بہت ہی بُرا ہوتا ہے - نیند بھی اچھی طرح نہین آتی مریض اکثر کرب مین رہتا ہے اس سے ضعف اور بھی بڑھ جاتا ہے نبض کی رفتار فی منٹ ایک سو سے ڈیڑہ سو تک رہتی ہے - کبھی خشک کھانسی ہوتی ہے - اور تمام عضلات بدن مین ایک خاص قسم کا درد ہونے لگتا ہے -
تیسرے دن کبھی چوتھے دن بخار دفعۃً کم ہو جاتا ہے - مریض کا غصّہ اور بھاگنا دوڑنا کم ہو جاتا ہی بلکہ جاتا رہتا ہے بدن کی حرکات کم ہو جاتی ہین - سانس جلد جلد آتے ہین - نبض سریع و قفہ دار معلوم ہوتی ہے - ہوش بالکل باقی نہین رہتا - سینہ - یا پیشانی کسی قدر نمی دار معلوم ہوتی ہے بالآخر یہ مریض اسی بیہوشی کی حالت مین راہی ملک بقا ہوتا ہے -

مہلک پلیگ (تیسری قسم کے طاعون) کی علامتین - حاد پلیگ کی علامتون کا شدت سے ہونا - مریض کا دفعۃً ضعیف ہو جانا حتی کہ شدت ضعف سے نقل و حرکت تک دشوار ہو جائیگی - مریض پلنگ پر مردہ کی طرح پڑا ہوا نظر آئیگا - نبض سریع غیر منتظم ہو جاتی ہے اور اسی طرح تنفس بھی جلد جلد اور بلا انتظام ہو جاتا ہے - اس قسم مین اگر داغ پیدا ہوتے ہین - تو بڑے اور زیادہ رنگین ہوتے ہین - بعض مریضون کے ہونٹ اور ناخن نیلے ہو جاتے ہین - اس قسم کا طاعون چوبیس گھنٹہ سے لیکر اڑتالیس گھنٹہ تک کے عرصہ مین آدمی کا کام تمام کر دیتا ہی -

دل کے مقابل درد محسوس ہونا یہہ بھی عام طاعون کی علامت ہے اسی طرح جلد
جلد تنفس کا ہونا تینون قسم مین دیکھا جاتا ہے۔ تاوقتیکہ سات آٹھ دن کم از کم
اس مرض کو نہین ہو لیتے اکثر اسوقت تک ان گلٹیون مین پیپ نہین پڑتی۔
اور جب ان مین پیپ پڑجاتی ہے تو بخار یا دفعتًہ جاتا رہتا ہے یا بہت ہلکا ہو جاتا
ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ اور جب اس مرض کا زہر قوی
ہوتا ہے۔ تو آدمی پانچ پانچ چھ چھ گھنٹہ مین مرجاتے ہین اور ان علامتون مین
سے کوئی علامت بھی ظاہر ہونے نہین پاتی۔ اور یہہ صرف ایک زہر کی قوۃ
کی وجہ ہوتی ہے۔

بعض ڈاکٹر پلیگ کی ایک اور قسم بیان کرتے ہین جس کو نیومانگ پلیگ کہتے ہین
میرے خیال مین اس کو پلیگ کی علیحدہ قسم بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین۔
اس لئے کہ جس طرح اور مرضون کے ساتھ دوسرے مرض شریک ہو جایا کرتے
ہین اسی طرح اگر نیمونیا کے ساتھ پلیگ شامل ہو گیا تو کونسی بعید بات ہے۔ نیمونیا"
اور پلیگ کا ایک جگہ جمع ہونا کچھ مشکل نہین اور چونکہ انڈیا مین" اکثر جاڑون کی
موسم مین یہ مرض ہوتا ہے اور یہی فصل نیمونیا کی ہوتی ہے۔ لہذا "پلیگ"
اور "نیمونیا" کا جمع ہونا کچھ بعید نہوگا۔ پھر اس مرکب مرض کو پلیگ "خیال
کرنا کچھ ٹھیک نہین۔

طاعون مین محمود علامتین حواس کا قایم رہنا۔ گلٹیون کا کم ہو جانا۔ ورم درد و سوزش
کا نہ ہونا۔ اگر دنبل ہون تو اون کی روزانہ ترقی کا بند ہونا۔ اگر داغ ہو جائین تو
اونکا زائل ہو جانا۔ پیشاب کا زیادہ ہونا اور صاف ہونا۔ زبان کا ورم کم ہو کر صحیح

تلفظ پر قایم ہوجانا۔ نبض مین قوت کا آنا اور خاص قسم کی لچک جو اس مرض مین آجاتی ہے اسکا دفع ہوجانا۔ صبح کے وقت بخار کا نہ بڑہنا۔ گلٹیون مین پیپ پڑجانی۔ چوتھے دن یا پانچوین دن پسینہ آگر علامتون کی شدت مین کمی ہوجانی اور قوت کا قائم رہنا بہت اچھی علامت ہے۔

طاعون مین ردی علامتین

وباکی شدت کے وقت اس مرض کا ہونا۔ طاعون کے ساتھ سرسام کا شریک ہوجانا۔ کاربنکل (دنبل) کا پیدا ہونا۔ سُرخ یا سیاہ دھبے جلد پر پڑنے۔ تیسرے یا چوتھے دن بیہوشی کا زیادہ ہونا اور اُسی حالت مین نبض کا سریع اور غیر منتظم ہوجانا۔ گلٹیون مین روزمرہ زیادتی ہونی۔ اور درد کا شدت سے ہونا۔ پیشاب یا دستون مین خون کا ہونا۔ عورتون مین حیض کا غیر وقت پر زیادہ ہونا بری علامت ہے نکسیر پھوٹنا اچھی علامت نہین اگر بیمار دفعتہً بیمار ہوکر بیہوش ہوجائے اور پلنگ پر چت لیٹا ہوا جلد جلد غیر منتظم سانس لے رہا ہو اور نبض بھی سریع وقفہ دار دیکھو۔ حتی کہ تم سے نبض کا صحیح شمار نہو سکے تو دو یا ڈیڑہ گھنٹہ کے بعد اوس کی موت کا حکم دے سکتے ہو۔ زبان یا تالو کا سیاہ ہوجانا بری علامت ہے۔ مریض کا مرض سے خوف کرنا اور یہ یقین کرلینا کہ وہ شخص اس مرض سے کسی صورت جان بر نہ ہوسکے گا یہ اچھی علامت نہین۔

قدیم طبیبونکے بیان کی ہوئی مختلف علامتین

بعض طبیبون کا بیان ہے کہ بغل اور کان کے نیچے کا طاعون بُرا ہوتا ہے۔ اور بعضون کا یہ قول ہے کہ سب مین بدتر طاعون بائین بغل کا ہوتا ہے پھر اس سے کم ردی دائین جنگاسہ کا اور اس سے کم دائین بغل کا پھر اس سے کم ردی بائین جنگاسہ کا طاعون ہوتا ہے۔

اور **بعض طبیب** یہ کہتے ہین کہ دونو بغلون کا طاعون دونو جنگاسون کے طاعون سے زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اکثر طبیبون کا قول ہے کہ سرخ رنگ کا طاعون کم ردی ہوتا ہے اس سے زیادہ خراب زرد پھر اس سے زیادہ بُرا سبز رنگ کا طاعون ہے اور سب مین بدتر سیاہ رنگ کا طاعون ہوتا ہے **بعض حکیمون** کا قول ہے کہ فصل ربیع مین دموی مزاج اشخاص کو طاعون کا ہونا مہلک ہے۔ اور جب اس بیمار کو بخار اور اختلاط عقل اور تواتر نبض لاحق ہو تو اوس علامت کو بہت ہی بُرا سمجھنا چاہیئے۔ جو زندگی سے قطعًا مایوس کر دینے والی ہے **بعض پُرانے** طبیبون کا تجربہ ہے کہ جب یہ مرض فصل ربیع مین شروع ہوتا ہے تو بہت ہی سخت ہوتا ہے اور خاصکر چھوٹے بچے اس مرض سے زیادہ نقصان اُٹھاتے ہین۔ اور زنگ اور ہندوستان کے آدمی اس مرض سے جلد ضایع ہوتے ہین۔ اور دموی مزاج اس مرض مین زیادہ مبتلا ہوتے ہین۔ پھر ان کے بعد صفراوی مزاج والے۔ مگر سوداوی و بلغمی مزاج والے اس مرض سے کم نقصان پاتے ہین۔

طاعون کا علاج جمہور یونانی طبیبون کی رائے کے موافق اس مرض کا علاج سب سے اچھا ہوا کا بدلدینا ہے اور مرکبات کافوری سے دل کی تقویت اور تفریح کرنا بہت فائدہ مند ہے۔ علی ہذا القیاس۔ مفرح بارد دوا المسک معتدل دوا المسک بارد اور تریاقون کا استعمال فائدہ مند ہے۔ زہر مہرہ مروارید ناسفتہ سائیدہ گلاب اور کیوڑہ کا عرق۔ جدوار گل ارمنی۔ جوارش تمر ہندی۔ شربت انار ترش۔ یاقوتی بارد۔ غرض اس قسم کی دوائین اس مرض مین مفید ہین۔

بعض طبیبون کا بیان ہے کہ گلٹیون کے نکلنے سے پہلے ہرے دھنیئے کے

پانی مین جدوار پیکر سرکہ ملاکر بغلون اور جنگاسون مین کبھی کبھی ملنا مفید ہے۔
بعض تجربہ کارون کا قول ہے کہ دودھ مین چاول پکاکر پلٹس کے طریقہ سے گلٹیون پر باندھنا درد کو تسکین دیتا ہے پیاس کی حالت مین پانی کی جگہ عرق کاسنی عرق صندل گلاب عرق کیوڑہ عرق بیدمشک پلانا سودمند ہے صندل کا ضماد قلب کی جگہ اختلاج قلب کو فائدہ دیتا ہے۔ گھبراہٹ کے وقت ٹھنڈی لخلخہ کا سنگھانا مفید ہے۔
شیخ بوعلی بن سینا کا بیان ہے۔ کہ اول فصد کرین اوس کے بعد دل کی طرف متوجہ ہو جائین۔ مقوی قلب خوشبودار اور ترش دوائین دین۔ آنار ترش کاغذی لیمو ترنج کا استعمال مفید ہے۔ گلاب کے پھول اور صندل کافور سنگھانا بہت تفریح دیتا ہے مریض کے لئے جو غذا بتائین اوس کو سرکہ لیمو سماق وغیرہ سے ترش کردین سرکہ ٹھنڈے پانی مین ملاکر اوس مین اسپنج بھگو بھگو کر گلٹیون پر رکھنا فائدہ دیتا ہے اور پھر ورم پر پچھنے لگاکر اوس کے خون کو بہنے دینا مفید

ابن الیاس کا قول ہے۔ کہ ہرگز اس مرض مین فصد نہ لین۔ جس طرح سانپ کے کاٹے ہوئے کی فصد ممنوع ہے اسی طرح اور اسی خیال سے اس مرض مین بھی فصد مضر ہے۔ بلکہ طبیب کو ہمہ تن قوۃ کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئیے۔ حتی الامکان قوۃ کو ساقط نہونے دین اور لیمو اور بہہ اور سیب اور آنار ترش اور سنگترہ کا شربت گلاب عرق کیوڑہ عرق بیدمشک مین ملاکر پلانا فائدہ مند ہے
بعض طبیبون کا تجربہ ہے کہ اول گلٹیون پر پچھنے لگائین پھر اوس پر مرغ کو

ذبح کر کے پیٹ چاک کر کے فوراً گرم گرم اوس جگہ باندھ دین اون کا بیان ہے کہ
اس طرح سے اس مرض کی سمیت جذب ہوجاتی ہے الحاصل جمہور طبیبونکی
یہہ رائے ہے کہ قوت کو کم نہ ہونے دین مریض کی طاقت کا ہر وقت خیال رکھین
اور مفرحات اور ٹھنڈی دواؤن کا استعمال رکھین۔ مریض کی ہوا بدل دین
اور ہوا اس طرح بدلی جاسکتی ہے کہ اگر ممکن ہو تو مریض کو کسی فراخ ہوادار
مکان مین لیجاوین ورنہ جنگل مین آبادی سے دور خیمہ یا چھپر میں بیمار کو رکھین
ڈاکٹرون کا یہ بیان ہے کہ اس کے واسطے کوئی دوا وغیرہ فائدہ مند نہین۔ یہ
مرض قطعاً لاعلاج ہے۔ مگر بیمار کے اطمینان کے واسطے جو کچھ کرنا چاہو اوسکی
ترکیب یہ ہے۔

اول اوپیکا کوانا کھلا کر قے کراؤ اوس کے بعد منگنیشیا سلفاس یا سلفٹ آف
سوڈا یا سفوس جلپ کنپونڈ یا جس مسہل کو مناسب سمجھین اوس سے دست کرائین
پھر اوس کے بعد ڈایوفورٹیکس (معرقات) دوائین مثلاً لائکر امیونیا اسیٹیٹس یا
اسپرٹ نائٹرک ایتھر وغیرہ مناسب وقت کھلائین پیاس کی شدت کے
وقت سلفیورک ایسڈ ڈیلوٹ جس قدر کہ پانی کو ترش کردے۔ پانی مین ملا کر
پلائین اور خون کے صاف کرنے کو کلورائڈ آف پٹاس دین۔ اور صبح کے وقت
جب بخار کم ہو تو پانچ گرین کونین کھلائین۔ افیون گولی بنا کر حل کر کے پلائین۔
غذا مین دودھ برانڈی شوربا وغیرہ دین تقویت قلب کے واسطے ڈے جی
ٹیلس مشک دین۔ کلورائڈ آف گولڈ (سونیکا مرکب) وغیرہ دین۔ گلٹیون پر بلاڈ
وناگلیسرین پکاکر گرم گرم السی کی پلٹس متواتر باندھتے رہین۔

طاعون کے علاج مین میرا دستور العمل

میرٹھ مین جب یہہ مرض ہوا اور مجھ تک اس کے مریض آنے لگے۔ بوجہ اپنے ذاتی تجربہ نہونے کے مجکو یہہ فکر ہوا کہ مین کیونکر اور کس اصُول پر اس علاج کو چلاؤن جس مین مجکو کامیابی ہو۔ مین ابتدائے سخت پریشانی اور خلجان مین رہا۔ یونانی حکیمون کی تصنیفین جو اس مرض کے متعلق تھین بکثرت دیکھنی شروع کردین اور اس کے ساتھ ہی حال کے ڈاکٹرون کی تحریرین بھی جو اس مرض کے متعلق تھین اون کو بھی دیکھنا شروع کیا اخبارون مین اگر اس مرض کے متعلق کچھ مضمون ملتا تھا تو اوس کو بھی مین بڑی دلچسپی سے دیکھا کرتا تھا ڈاکٹرون کے بیانون کے دیکھنے اور سُننے سے تو مجکو توقع کامیابی کی قطعًا نہ رہی کیونکہ اونھون نے اس مرض کو بالکل لاعلاج ثابت کیا ہے مگر مین بالکل نا امید نہوا اور یہ خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ تو ہاتھ پاؤن ہلانے چاہئین۔ پھر قدیم طبیبون کی کتابون پر رجوع کیا اور اون کی مجرب تدابیر اور دواؤن پر گہری نظر ڈالی تو اطباء متقدمین کے کلام سے تین اصول اس مرض کے علاج مین سمجھ مین آئے۔

اول فصد کرنا۔ دوم مقویات قلب اور ٹھنڈی دواؤن کا استعمال۔ سوم مریض کی ہوا کا بدلنا مگر اول کے قاعدہ (یعنی فصد) مین تو قدیم ہی سے طبیبون کا باہم خلاف پایا گیا۔ اگر کوئی طبیب فصد کو فائدہ مند بتارہا ہے تو دوسرا طبیب اس کو سخت مضر بیان کرتا ہے۔ مگر دوسرے تیسرے اصُول کو ایسا پایا کہ اوسپر کل اطبا کا اتفاق تھا یعنی سب کے نزدیک یہہ دونو اصُول مفید ثابت ہوئے ہین۔

علاوہ ازین ڈاکٹرون کے بیان سے بھی یہ دونو قاعدہ فائدہ مند ہین۔ لہذا مین نے مفرحات قلب اور مبردات سے اس مرض کا علاج کیا۔ اور جہان ممکن ہوا مریض کی

ہوا بھی تبدیل کرائی۔ مگر اس طریقہ سے مجکو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ علاج تو معمولی بخارون مین بھی کئیے جاتے ہین۔ طاعون کو اس علاج سے کچھ خصوصیت نہین گلٹیان جو اصل مرض ہین۔ ان کے لئے بھی کچھ تدبیر کرنی چاہئیے پچھنے اور سینگیون کا گلٹیون پر لگانا **شیخ بو علی بن سینا** نے بیان کیا تھا۔ لیکن یہ خیال گذرا کہ پچھنے والی سینگیون سے سینگی کھینچنے والی کو ضرور نقصان پہنچنے کا احتمال ہے لہذا مین نے اس کو ملتوی رکھا اور بجائے اس کے گلٹیون پر جونکین لگوائین جسکا نتیجہ شروع مریض پر یہ دیکھا۔ کہ ایک دن کے بعد جو غفلت یا بیچینی ایسی مریض کو ہوا کرتی ہے وہ اس کو نہ ہوئی۔ اوسی دن تین چار آدمیون کے جونکین لگوائین وہ سب مرض کے معمولی زیادتیون سے محفوظ رہے۔ پھر اوس کے بعد اور دوائین دیتا تھا۔ جن کو بالتفصیل آیندہ لکھون گا۔

الغرض اس ترکیب سے بحساب فی صدی قریب پینتالیس ۴۵ آدمیون کے آرام پاتے تھے لیکن زیادہ وہ ہی مریض میرے علاج مین اچھے ہوئے۔ کہ ابتدا ہی مجھ تک پہنچ گئے۔ شدت کے بعد بہت کم فائدہ ہوا۔ لیکن چونکہ مین اس قدر فائدہ کو بھی غنیمت سمجھتا ہون لہذا اپنے تمام اصول علاج کو اول سے آخر تک بالتفصیل لکھتا ہون تاکہ اور طبیب اس کو اپنا دستور العمل بنائین۔ اور میری طرح فائدہ اوٹھائین۔

طاعون کا علاج (جو میرا دستور العمل رہا) اول جب طاعون کا مریض تمہارے پاس آئے تو اوسکی عمر اور طاقت کا خیال کر کے گلٹی پر فورًا جونکین لگا دو۔ پھر دو گھنٹہ کے بعد تلیین کے طور پر یہ نسخہ پلاؤ۔ گل بنفشہ ۹ گلاب کے پھول ۹ آلو بخارا ۵ دانہ سنا مکی ۹ بادرنجبویہ ۹ گل گاوزبان ۵ صاف قلعی دار برتن مین پاؤ بھر پانی مین جوش دو اور برتن کا منھ بند

رکھو بھاپ زیادہ نکلنے نہ پائے۔ جب تین چھٹانک پانی رہجائے۔ برتن کو اُتار کر ذرا
ملکر صاف کپڑے مین چھان لو۔ پھر اس مین گلقند ۲ تولہ ملاکر چھانلو۔ اوس کے بعد شیرخشت ۴ تولہ
ملاکر ذرا آگ پر رکھدو کہ شیرخشت حل ہوجائے۔ بعدہ یہ دوا پلاؤ۔ اگر دست نہ آئین
تو شیرخشت عرق گاؤزبان مین حل کرکے شربت ورد ۴ تولہ ملاکر پلاؤ۔ پیاس کے واسطے
عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ پلاؤ جب دست آجائین تو اوس کے چھ گھنٹہ کے بعد ایک رتی
کافور کھلاکر اوسپر صندل سفید ۲ ر۔ خربوزہ کے بیج ۶ ر۔ عرق کیوڑہ ۳ تولہ۔ عرق گلاب یا عرق
گاؤزبان ۶ تولہ مین پیسکر چھان کر شربت بنفشہ ۲ تولہ ملاکر پلاؤ۔ اگر پیاس کی شدت یا گھبراہٹ
ہو تو گلاب یا کیوڑہ کا عرق ۱۰ تولہ پلادو۔ اگلے دن صبح کو پھر جوکین لگاؤ اور اون کے
ڈنک پر نیب کے پتون کا بھرتہ بناکر باندھ دو۔ بعدہ وہی بہتر یدکا نسخہ پلاؤ مگر پانچ عدد
سیاہ مرچین اور بڑھا دو اور شربت بنفشہ کی جگہ شربت لیمو یا شربت آنار ترش پلاؤ
گولی دن ۱ مین تین مرتبہ صبح دوپہر شام کو کھلاؤ۔ اور اگر پیاس کی بہت شدت ہو تو تین
چار کاغذی لیمو کا عرق گلاب مین نچوڑ کر پلاؤ لیمو کے عرق سے اس مرض مین پیاس کی شدت کیلئے بہت
فائدہ دیکھنے مین آیا ہی اگر غفلت یا گھبراہٹ ہو تو ککڑی کھیرے ہرے دھنئے کا دو دو تولہ پانی۔ گلاب ۲ تولہ سیر کہ ۲ تولہ
کافور ۱ ماشہ۔ صندل سفید ۱ ر خوب باریک پیسکر عرقیات مین حل کرکے بڑے منہ کی بوتل مین ڈالکر مریض کو سنگھاتے رہو
اگر سر بہت جلتا ہو تو سرکہ گلاب روغن گل برف مین ٹھنڈا کرکے اوس مین کپڑا تر کرکے
مریض کے سر پر رکھتے رہو۔ اگر ان تدبیرون سے غفلت مین کمی نہو تو چار جوکین
گدھی پر لگادو۔ اگر درد سر زیادہ ہو صندل ۱ ر۔ کافور ۴ سرخ باریک پیسکر نیم گرم پیشانی پر
لیپ کردو۔ اگر قبض ہو تو دو تولہ شیرخشت آش جو مین ملاکر پلاؤ۔ ضعف کی حالتمین
مروارید سائیدہ ۲ ماشہ۔ طباشیر ۱ ر۔ جدوار ۵ ماشہ۔ کافور ۴ سرخ۔ باریک پیسکر مفرح بارد یا دواء المسک ۱ سرخ ۱ سرخ

معتدل یا بارد مین ملاکر کھلاؤ اور اوپر سے گلاب یا عرق بید مشک یا عرق کیوڑہ
شربت لیمو یا آنار ترش ملاکر پلاؤ۔ اگر مکان دو منزلہ ہو تو مریض کو اوپر کے مکان
مین رکھو۔ اگر مکان ہوادار نہو تو مریض کو جنگل مین چھپر یا خیمہ مین رکھو۔

گورمنٹ نے غریب آدمیون کے لئے بڑی آسایش کردی ہے
کہ جنگل مین چھپر کی جھونپڑیان بنادی ہین۔ ان کو بنا بنایا مکان ملتا ہے اگر یہ لوگ
وہان رہ کر اپنا علاج کرین تو بہت کچھ فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔

عام لوگون کا خیال ہے کہ گورنمنٹ جھونپڑیون مین زبردستی بھیجتی ہے
اور پھر ڈاکٹری دوائین پلواتی ہے یہ غلط ہے۔ بلکہ گورنمنٹ نے ایسے لوگون
کے واسطے کہ جن کے مکان بند اور چھوٹے ہین اور وہ اپنے واسطے جنگل مین
چھپر وغیرہ کا مکان نہین بنوا سکتے اون کی آسایش کے لئے جھوپڑیان بنوا دین
تاکہ وہ لوگ خرچ سے بچین اور بلا تکان یہان آکر رہین اور علاج خواہ ڈاکٹری
خواہ یونانی یا بید جو کچھ چاہین وہ کرین غرض ایسے مریضون (جن کے چھوٹے
مکان ہون اور تنگ ہون) کا جنگل مین رہنا دوا سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ مریض کے
مکان مین سرکہ گلاب مین ملاکر چھڑکنا چاہئے اور نیز کافور باریک پیسکر مکان مین
متفرق جگہ ڈال دو۔ مکان مین ہوا کو بند نہ رہنے دو۔ بلکہ مریض کو کپڑا اڑھاکر
دن مین دو تین مرتبہ مکان کے کل دروازہ کھول کر جمع شدہ ہوا کو نکال دو۔
لوبان کافور صندل سفید کی مکان مین روزانہ دھونی دید یا کرو۔
اگر مریض کو غذا کی خواہش ہو تو آش جو یخنی مین ملاکر پلاؤ۔ لیکن بعض مریض
بھوک کی زیادتی بیان کرتے ہین اون کو اون کی خواہش کے مطابق ہرگز غذا

نہ دو۔ ہان اگر کمزوری دیکھو شوربا یا دودھ قدر ضرورت تین تین گھنٹے کے بعد دو۔ اس مریض کو کوئی ثقیل غذا دال گوشت روٹی وغیرہ ہرگز مت دو فقط یخنی دودھ آش جو دو۔ علی ہذالقیاس پانی بھی طاعون کے مریض کو سخت مضرت کرتا ہے ایسے وقت مین جیسا ہم لکھ چکے ہین دو دو چار چار چمچہ مناسب عرقون کے دیتے رہو۔ اور اگر اس مریض کی بھوک بند ہو تو خیال کرکے بے مانگے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت آش جو اور یخنی ملاکر دیتے رہو۔ مگر تھوڑا تھوڑا دودھ کے استعمال سے اس مرض مین کوئی مضرت دیکھنے مین نہین آئی۔ مین نے بالعموم تازہ دودھ فقط یا اوس مین ساگودانہ پکواکر ایسے مریض کو کثرت سے استعمال کرایا ہے۔

مریض کو اگر روزمرہ نئے کپڑے پہنائے جائین تو بہتر ہے۔ بدن پر اگر میل ہو ہو تو تولیہ گرم پانی مین بھگو کر اوس سے بدن صاف کر دینا چاہیئے۔

عطر گلاب یا چنبیلی مریض کے سر یا کپڑون پر لگا دینا نہایت تفریح قلب کا باعث ہوتا ہے۔ بیمار کے دست یا قے پر پسے ہوئے کوئلہ یا تھوڑا سا چونہ لے کر ورنہ راکھ ضرور ڈالدینا چاہیئے۔ تاکہ اون فضلات کا تعفن زائل ہوجائے۔ ورنہ ان فضلات کے گندہ الجخرے ہوا مین مل کر اس مکان کی ہوا کو زیادہ بگاڑ دینگے۔

طاعون سے محفوظ رہنے کے قاعدے

مکان کے متعلق تدبیرین اگر کہین طاعون شروع ہو گیا ہو تو اوس جگہ کو چھوڑ دو۔ جگہ چھوڑنے سے یہ مطلب نہین کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین چلے جاؤ۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ اوس شہر یا گاؤن سے چار پانچ میل

کے فاصلہ پر جنگل مین خیمون یا چھپرون مین رہنے لگو۔ اگر کسی گھر مین چوہا مرا ہوا ملے۔ یا چوہے اپنے بھٹون سے نکل کر بخوف وخطر رینگتے ہوئے باہر مکان مین پھرتے نظر آئین۔ تو فوراً اوس مکان کو چھوڑ دو۔ کسی دوسرے مکان مین جاکر رہو۔ اور سمجھ لو کہ اس مکان کی ہوا مین طاعون کا زہریلا اثر آگیا ہے پھر اوس مکان کی دیوارون اور صحن مین سرکہ اور گلاب چونے کے پانی مین ملاکر خوب چھڑکو اور گندک اُس مکان مین خوب جلاؤ۔ اس کے بعد مکان کی زمین پر کوئلون کی چھوٹی چھوٹی ڈھیریان علحدہ علحدہ بنا کر اس مین آگ دہکا دو۔ تاکہ مکان کی زمین تپ جائے اور اس گھر کی ہوا گرم ہوجائے۔ مگر آگ قرینہ سے دہکاؤ کہ اسباب وغیرہ نہ جلجائے اس کیسب سے مکان کی ہوا بہت جلد صاف ہوسکتی ہے اور طاعون کا اثر بخوبی زائل ہوسکتا ہے مکان کے صحن مین یا مکان کے قریب نمی اور کیچڑ زیادہ نہ ہونے دو۔ پاءخانہ کا گندہ پانی بھی مکان کے گرد جمع نہ رہنا چاہئیے۔ تاکہ اسکے ابخرے ہوا مین ملکر اوس کو خراب نہ کرین۔ بلکہ چونے سے ایک پختہ نالی بنواؤ جسمین سے آسانی کے ساتھ کل خراب پانی نکل جایا کرے۔ اور ہمیشہ اس نالی کی صفائی رکھو۔ دن مین دو مرتبہ مکان کے سب دروازہ کھولدیا کرو تاکہ باہر سے اچھی تازہ ہوا آجایا کرے اور اوس مکان کی خراب ہوا نکل جایا کرے۔ بالخصوص جن کے مکان چھوٹے اور تنگ ہوتے ہین اون کو اس امر کا زیادہ خیال رکھنا چاہئیے۔ کافور صندل سفید لوبان گندک ان سب کو یا کسی ایک کو تھوڑی سی آگ پر رکھ کر دن مین دو تین مرتبہ جلا دیا کرو۔ اس ترکیب سے

بھی مکان کی ہوا درست ہوجاتی ہے۔ مکان کو میلا نہ رکھو جھاڑو سے ہمیشہ صاف کردیا
کرو رہنے کے مکان مین۔ گائے۔ بیل وغیرہ باندھنے سے۔ مکان کی ہوا بہت زیادہ
خراب ہوتی ہے اس لئے کہ مکان کے میلے ہونے سے بھی ہوا مین خرابی آجاتی
ہے۔ عطریات اور خوشبودار پھول مکان مین رکھنا بھی ہوا کا مصلح ہے جہانتک
ہوسکے ایسے وقت مین اونچے اور ہوادار مکان مین رہو۔ کم از کم ایک جوان آدمی
کے لئے اس وبا کی موسم مین ایسا کمرہ ہونا چاہیئے جو چار گز لمبا چار گز چوڑا چار گز
اونچا ہو۔ اور اس کمرہ مین دو رویہ روشندان ہون کہ جن مین سے ہوا بآسانی
آجا سکے اگر کسی کا مکان نم ہو اور اوس مین بو آتی ہو تو کوئلہ باریک پیسکر یا خشک
چونہ مکان مین پھیلا دینا چاہیئے اور جب مکان مین دھوپ نہ آتی ہو تو موسم سرما
مین اس مکان مین بطریق مذکور آگ روشن کرنے سے ہوا کی اصلاح ہوسکتی ہے
بعض تجربہ کارون کا بیان ہے کہ نارنج اور پیاز اور پودینہ کا دروازون مین لٹکانا
مکان کی ہوا کا مصلح ہے اسی طرح نیب کی پتیان جلانا اور انکا پیسکر پینا فائدہ مند ہے

پانی کے متعلق ہدایتین پانی صاف اور ٹھنڈا پینا چاہیئے۔ عمدہ پانی وہ ہے جو صاف
خوش ذائقہ سبک بے بو ہو اور اس قدر شفاف ہو کہ اگر اوس پانی کی دو فٹ گہرائی
مین باریک چھپے ہوئے حروف رکھو تو صاف پڑھے جاسکین۔ اگر اس قسم کا پانی
نہ ملے تو اوس کو مشہور طریقہ سے فلٹر کرکے پیو۔ اگر فلٹر نہ کرسکو تو پانی کو خوب آگ
پر پکاؤ۔ جب اچھی طرح چند جوش کھاجائے تو اوس کو ہلاکر رکھدو جب ٹھیر جائے۔
تو چھان کر صاف مٹی کے برتن مین رکھ لو۔ پھر اوس کو پیو۔ اگر کوری اینٹ یا لوہے کو
تپا تپا کر دو چار مرتبہ پانی مین بجھایا جائے تو اس ترکیب سے بھی پانی کی اصلاح

ہوسکتی ہے۔ اسی طرح چھٹانک بھر گل ارمنی ایک گھڑے پانی مین ڈالدی جاوے
پھر اوسکا مقطر پانی پینا بھی وبا کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر پینے کے پانی مین
تھوڑا گلاب یا کیوڑہ ڈال کر پیا جائے تو نہایت مفید ہوتا ہے۔ بعض طبیبون کا
یہ بھی بیان ہے کہ پانی مین سرکہ ملا کر پینا وبا کے اثر سے بچاتا ہے۔

غذا کی تدابیر ایسے موسم مین ٹھنڈی غذائین زیادہ کھاؤ۔ ثقیل دیر ہضم اور بدمزہ غذاؤنکا
استعمال وبا کے زمانے مین سخت مضر ہے پھلون مین سے میٹھا انگور آنار نارنگی سیب
انکا غذا کے بعد کھالینا فائدہ مند ہوتا ہے۔ یخنی انڈا گوشت انکا زیادتی کے ساتھ
ایسی فصل مین استعمال کرنا ممنوع ہے اس لئے کہ ان چیزون سے خون کا جوش
زیادہ ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت مین مٹھاس زیادہ کھانا سخت مضر ہے بلکہ غذا لیمو
وغیرہ سے ترش کرکے کھانا مفید ہے۔ خشک مسور کی دال سے کھانا ایسے وقت
مین اچھی غذا ہے۔ ہرا دھنئے یا پودینہ کی چٹنی لیموں یا املی ملی ہوئی غذا کے ساتھ استعمال
کرنا بھی مناسب ہے علیٰ ہذا القیاس ادرک پیاز پودینہ سرکہ مین کتر کر لیمو کا عرق ملا کر
کھانے کے ساتھ کھانا اچھی چیز ہے وقت مقررہ پر غذا کھاؤ اگر وقت ٹلا دوگے
اور دوسرے وقت شکم سیر ہوکر کھاؤگے تو بدہضمی کا احتمال ہے جو ایسے وقت
مین بہت اندیشہ ناک چیز ہے۔ زیادہ بھوکا رہنا اس وقت مین بہت مضر ہے

متفرق ہدایتین ہر روز غسل کرو اگر ٹھنڈا موسم ہو تو نیم گرم پانی سے ورنہ ٹھنڈی
پانی سے نہاؤ۔ بدن کو میلا نہ رکھو تیسرے چوتھے دن روغن چنبیلی یا روغن زیتون
کی مالش تمام بدن پر کراؤ۔ کپڑے صاف رکھو اور موسم کے لحاظ سے پہنو اگر ٹھنڈا
موسم ہو تو فلالین کشمیرہ وغیرہ ورنہ ٹھنڈے کپڑے پہنو۔ اگر جاڑون کے موسم مین

یہ مرض ہو تو علی الصباح تھوڑی سی ورزش کر لیا کرو۔ زیادہ فکر مت کرو۔ اور دماغی کام زیادہ مت کرو کہ جس کی وجہ سے تھک جاؤ۔ زیادہ جاگنا بھی اس موسم مین سخت مضر ہے چوبیس گھنٹہ مین سات گھنٹہ ضرور نیند لو شکم سیر کھانے کے بعد فوراً مت سو جاؤ۔ بلکہ تین چار گھنٹہ کے بعد سوؤ۔ علی الصباح گھوڑے پر سوار ہو کر آہستہ آہستہ ایک دو میل جنگل کی طرف پھر آنا فائدہ مند ہے۔ بستر اور کپڑے عطریات سے اور خوشبودار پھولون سے خوشبودار رکھنا وبائی امراض سے محفوظ رکھنے کے لئے مفید طریقہ ہے۔ کافور کا اپنے پاس رکھنا اور کبھی کبھی سونگھ لینا مفید ہوگا۔

تیماردار کو چاہیئے کہ بیمار کے پاس بیٹھ کر نہ کچھ کھائے نہ پئے حتی کہ حقہ پینے سے بھی اگر احتیاط رکھے تو مناسب ہے اگر کچھ کھائے پئے تو بیمار سے علحدہ ہو کر ہاتھ منہ خوب گرم پانی سے دھو کر کھائے۔ جب تک مریض کے پاس رہو ناک کے ذریعہ سے سانس لیتے رہو منہ مت کھولو۔ اور جب تک اوس کے پاس رہو تو تھوکتے رہو اور ناک بھی صاف کرتے رہو اور جہانتک ہوسکے مریض کے بدن اور کپڑون سے اپنا بدن اور کپڑے علحدہ رکھو خاصکر بیمار کے فضلات۔ (قے دست وغیرہ) سے بہت ہی بچتے رہو۔ اگر اتفاقاً کسی طرح سے کچھ ہاتھ وغیرہ مین لگ جائے تو فوراً دیسی صابون اور گرم پانی سے خوب ملکر دھو ڈالو۔ مریض کے مستعمل برتن مین کھانا وغیرہ مت کھاؤ۔ اگر تیماردار کے کسی جگہ زخم ہو تو اوسپر مرہم وغیرہ کا پھایا رکھو اور پٹی سے باندھ دو تاکہ بیمار کی چھوت کھلے ہوئے زخم کے ذریعہ جلد خون مین نہ پھیل جائے۔ اگر تیماردار روزمرہ اپنے بدن پر تیل کی مالش

کرلیا کرے تو بہت ہی مفید ترکیب ہے مریض کے کمرہ مین احتیاطاً زیادہ اسباب

بھی نہ رکھو۔

اگر طاعون کا مریض مرجائے تو اوس کے بدن کے کپڑے۔ مٹی کا تیل ڈالکر

جلادو اور جس قدر اوس کے متعلقہ اشیاء (برتن وغیرہ) ہون اور جلانیکے

قابل نہون تو اون کو دو تین دن تیز دھوپ مین رکھکر کھولتے ہوئے پانی

مین دھوڈالو۔ بغیر اس ترکیب کے اگر ان چیزون کو برتو گے تو نقصان کا خوف

ہے اوس مکان کی دیوارون اور زمین پر چونہ کا پانی سرکہ اور کافور ملاکر خوب

چھڑکو یہ سب تدبیرین اس غرض سے کی جاتی ہین کہ متعدی مرض ہے۔

جس طرح ایک آدمی سے دوسرے آدمی کو ہوجاتا ہے اسی طرح اس مرض

کا زہریلا اثر برتی ہوئی چیزمین رچ جاتا ہے پھر اون چیزون کے ذریعہ سے دوسرے

آدمی کو بھی (جو ان اشیاء کو کسی طرح استعمال مین لاتا ہے) یہی مرض ہوجاتا ہی

ہزارہا مرتبہ تجربہ مین آچکا ہے۔ لہذا اس مریض کی مستعملہ اشیاء بغیر ترکیب

بالا صاف کئے ہوئے برتنا خالی از مضرت نہین۔

طاعون سے مرے ہوئے کی قبر بہ نسبت اور قبرون کے زیادہ گھری

بنانی چاہیئے۔ طاعون کے مریض کے فضلات (قی دست وغیرہ) پر پسا ہوا

کوئلہ یا چونہ فوراً اڈالدینا چاہیئے اور اس ہوئی کو آبادی سے فاصلہ پر دفن کرنا چاہیئے

حال مین ڈاکٹرون نے اس مرض سے بچنے کے واسطے اس پلیگ کے زہر سے

ایک ٹیکا بھی بنایا ہے۔ اور اون کا بیان ہے۔ کہ اس کے لگانے کے بعد یہ

مرض نہین ہوتا۔ جس طرح چیچک کے ٹیکہ لگانے کے بعد چیچک سے آدمی

محفوظ رہتا ہے۔

میرے خیال مین اس ٹیکہ کا اصول کچھ ٹھیک سمجھ مین نہین آتا اس لئے کہ قدیم سے جس اصول پر ٹیکہ ایجاد کیا گیا ہے اور مفید ہوا ہے وہ اصول اس مرض مین پایا ہی نہین جاتا اس لئے کہ ٹیکہ ایسے مرض کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور فائدہ مند ہوا ہے کہ جو مرض ہر شخص کو اپنی عمر مین ایک دفعہ ضرور ہوتا ہے اور پھر ایک بار ہو کر دوبارہ یہ مرض نہین ہوتا اور اگر شاید شاذ طور پر ہزارون مین سے کسی ایک دو کو دوبارہ ہو بھی گیا تو بہت ہی خفیف ہوتا ہے۔ مثلاً اسمال پکس (چیچک) اس کے لئے تمام اطبا اور ڈاکٹر کہہ رہے ہین کہ یہ مرض عمر مین ایک مرتبہ ضرور ہوتا ہے اور پھر دوبارہ نہین ہوتا۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ مرض خود بخود ہوتا ہے تو سخت اندیشہ ناک ہوتا ہے۔ لہذا اس کے واسطے یہ امر مناسب ہے کہ تندرستی کی اور قوت کی حالت مین اس مرض کو اپنے عمل سے پیدا کر لینا چاہیئے۔ چونکہ اس وقت قوت قوی ہوتی ہے اور تکلیف بھی کم ہوتی ہے لہذا اس مرض کی برداشت کر لینا مریض کو آسان ہوتا ہے بہ نسبت اس حالت کے کہ جب بدن کی کمزوری کی حالت مین یہ مرض خود بخود شدت کے ساتھ ظاہر ہو اس لئے ٹیکہ کے ذریعہ تندرستی اور قوت کی حالت مین اس مرض کو پیدا کر لیتے ہین۔

اب طاعون کو دیکھئے کہ اس مین یہ اصول ٹیکہ کا پایا جاتا ہے یا نہین۔ بادی النظر مین یہ اصول پلیگ پر ہرگز مطابق نہین ہو سکتا کیونکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ طاعون ہر شخص کو اپنی عمر مین ایک دفعہ ضرور ہوتا ہے اور ابھی تک یہ بھی کسی ڈاکٹر

یا حکیم کا بیان نہین ہوا کہ پلیگ ایک دفعہ ہو کر دوبارہ نہین ہوتا۔ بلکہ برخلاف اس کے معائنہ ہوا ہے کہ پلیگ ایک شخص کو دو تین مرتبہ ہوا جب پلیگ کا ایک مرتبہ ضرور ہونا اور پھر ایک مرتبہ ہو کر دوبارہ نہ ہونا صحیح ثابت نہ ہوا تو پھر اس کے ٹیکہ کا اصول کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے اور پھر جس چیز کا اُصول ہی ٹھیک نہو تو اوسکا فائدہ کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔ درحقیقت اگر ٹیکہ کا کوئی اُصول ہے تو یہی جسکو ہم بیان کر چکے۔ مگر چونکہ اس مرض کے لئے یہ اُصول ثابت نہ ہو سکا تو اس کے واسطے ڈاکٹرون نے مختلف طور پر تین اُصول بیان کئے ہین جنکو ذیل مین مع اعتراضات درج کرتا ہون۔

بعض ڈاکٹر اس ٹیکہ کا یہہ اُصول بیان کرتے ہین کہ پلیگ کا زہر وہائٹ بلڈ کارپسلز (خون کے سفید ذرے) پر اثر کرتا ہے۔ اور خون مین یہ سفید ذرے قدرتی طور پر یہہ کام کرتے ہین کہ اگر کوئی مضر شے خون مین ملجائے تو یہ سفید ذرے اُس مضر شئے سے مزاحمت کرتے ہین اور غلبہ پاتے ہین تو اُس مضر شئے کو اپنی قوت سے نیست و نابود کر دیتے ہین۔ اور اگر مغلوب ہو جاتے ہین تو آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

الغرض جب یہہ پلیگ کا زہر خون مین شامل ہوتا ہے اور سفید ذرون کو مغلوب کر لیتا ہے تو آدمی ضائع ہو جاتا ہے لہذا اسکے واسطے یہہ ٹیکہ ایجاد کیا گیا تاکہ ان سفید ذرون کو ایک طرح کی تقویت ہو جائے جو کسی وقت پلیگ کے زہر سے متاثر نہ ہو۔ اور اوسپر قوۃ پا کر اوس زہر کو نیست و نابود کر دے۔

اب مین کہتا ہون کہ اس بیان سے دو باتین ظاہر ہوتی ہین ایک تو یہہ کہ درحقیقت

اس ٹیکہ سے دہائٹ بلڈ کار پسلز" قوی ہو جاتے ہین دوسرے یہ بات کہ اس ٹیکہ سے وہائٹ بلڈ کار پسلز" طاعون کے زہر سے عادی ہو جاتے ہین اور بوجہ عادی ہو جانے کے اس مرض کا زہر اس شخص پر اثر نہین کر سکتا۔

اب تھوڑے غور سے یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس اُصول کا خواہ دونون مین سے کوئی مفہوم بھی خیال کر لیا جائے ہرگز صحیح نہین اس لئے کہ اگر اس اُصول سے یہہ بات سمجھی جائے کہ در اصل اس ٹیکہ سے دہائٹ بلڈ کارپسلز" قوی ہو جاتے ہین تو یہہ محض غلط ہے اس وجہ سے کہ ٹیکہ کے ذریعہ سے طاعون کا زہریلا مادہ بدن مین داخل کیا جاتا ہے اور یہہ مادہ دہائٹ بلڈ کار پسلز کا سخت مخالف ہے اور اون سفید ذرون کا قدرتی طور پر یہہ کام ہے کہ اپنے مخالف کو کوشش کر کے دفع کرین تو اب جس وقت یہہ مادہ طاعون کا بطریقہ ٹیکہ کے بدن مین داخل کیا جائیگا اور دوران خون مین شامل ہو جائیگا تو ضرور ہے کہ یہہ سفید ذرے اپنے قدرتی کام پر آمادہ ہو جائین گے یعنی اوس داخل شدہ مادہ کی مخالفت کرین گے اور اوس کے دفع کرنے کی کوشش کرینگے۔ تب اگر یہہ مادہ قلیل مقدار مین ہوگا تو نیست و نابود ہو جائیگا اور بدن ہی مین نہ رہیگا۔ پھر اُس سے کیا حاصل۔

علاوہ ازین دو چیزون کی مخالفت مین یہہ ضرور ہے کہ دونو جانب کی قوت کچھ نہ کچھ کم ہوتی ہے آخر مین خواہ غلبہ کسی فریق کو رہے تو اس اُصول پہ وہائٹ بلڈ کار پسلز کی قوۃ کم ہوتی ہے نہ زیادہ جو اس ٹیکہ کے مفہوم اُصول کے بالکل خلاف ہے اور جب اول ہی مین اس باہمی اختلاف سے سفید ذرے

کمزور ہوجائین گے تو پھر کس بنیاد پر یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر اس شخص کو کبھی طاعون
ہوگا۔ تو یہہ ذرے اوس مادہ کو اپنے قدرتی کارمنصبی سے نیست و نابود کردینگے
کیونکہ اس مرض مین شفا پانا صرف انھین ذرون کی فتح یابی پر موقوف ہے تو
جب یہہ پہلے ہی کمزور ہوچکے ہین۔ تو دوسرے قوی حملہ کی ان کو کیونکر برداشت
ہوسکے گی الحاصل اِس ٹیکہ سے وہائٹ بلڈ کارپسلز کے قوی کرنیکا اصول غلط ہے
اور اگر اس اصول سے یہہ مطلب سمجھا جائے کہ اس ٹیکہ سے وہائٹ بلڈ کارپسلز
اس زہر کے عادی ہوجائین گے۔ یہہ سفید ذرے متاثر نہون گے اور آدمی اس
مرض مین مبتلا نہوگا۔ اور اگر ہوگا بھی تو ہلاک نہوگا۔ مثلاً جو شخص سنکھیا (آرسنک
کھاتا ہے تو وہ شخص بوجہ عادی ہوجانے کے اس آرسنگ سے بہت ہی کم
نقصان پاتا ہے۔

اب مین جہانتک خیال کرتا ہون یہ ٹیکہ اس اُصول پر بھی ٹھیک نہین ہوسکتا
اس لئے کہ جو شخص سنکھیا (آرسنک) کھانیکی عادت کرتے ہین تو وہ لوگ بہت
تھوڑی مقدار سے اس کو شروع کرتے ہین اور آہستہ آہستہ کم کم خوراک
بڑھاتے رہتے ہین۔ اور مہینون برسون اوس کی مزاولت کرتے ہین تب وہ
ایک خاص مقدار سنکھیا کھانیکی عادی ہوتے ہین اور اُن کو وہ خاص مقدار
(یا اُس سے کچھ کم وبیش) مضر نہین ہوتی۔

اب اس ٹیکہ کو دیکھئے کہ اس قدر خفیف زہر پلیگ کا بدن مین داخل کیا جاتا ہے،
کہ آدمی اس سے مر نہین سکتا اور فقط ایک ہی مرتبہ استعمال کرنے سے آدمی
اس زہر کا عادی کیونکر ہوسکتا ہے جس سے یہہ امید کیجائے کہ یہہ شخص بوجہ عادی

ہونے کے آیندہ پلیگ کے قوی زہر کی برداشت کرسکیگا فقط ایک ہی مرتبہ ۱/۲۰
گرین آرسنگ (سنکھیا) کھا لینے سے آدمی کو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ یہہ شخص
سنکھیا کھانیکا عادی ہو گیا اور پھر یہہ شخص ۶ گرین آرسنگ کھانے سے کیونکر
زندہ رہ سکتا ہے یہہ بالکل ظاہر ہے کہ کوئی آدمی فقط ایک مرتبہ ۱/۲۰ گرین
سنکھیا کھانے سے اسکا عادی نہین ہوسکتا اور مقدار مہلک سنکھیا کھانے
سے بیشک مرجائیگا۔

اسی طرح یہہ خیال کرلینا چاہیے کہ ایک مرتبہ خفیف سی مقدار پلیگ کے
زہر کی بطریقہ ٹیکہ استعمال کرلینے سے آدمی اس کا عادی نہین ہوسکتا
اور نہ قوی پلیگ کے زہر کی برداشت کرسکتا ہے علاوہ ازین جو آدمی
کسی زہر کی عادت کرلیتا ہے تو وہ اوسی قدر زہر کھا سکتا ہے کہ جس قدر
کا وہ عادی ہے۔ مثلاً ایک شخص ۶ گرین ارسنگ کا عادی ہے تو وہ فقط
۶ گرین ہی یا کچھ کم و بیش کھا کر برداشت کرسکتا ہے۔ لیکن اگر اوس کو
اس مقدار سے سہ گنی چارگنی سنکھیا کھلاؤگے تو ضرور وہ آدمی مرسکتا ہے
تو اب ہم کہہ رہے ہین کہ اس خفیف مقدار زہر سے اگر یہ شخص عادی بھی خیال کرلیا جائے
تو بھی اس سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اگر اسی قدر پلیگ کا زہر دیا اس سے کچھ کم و بیش
اس شخص کے خون مین داخل ہو جائیگا تو اوس کو یہہ شخص برداشت کرلیگا مگر یہہ ظاہر ہے
کہ پلیگ کا زہر اس ٹیکہ کے زہر سے بدرجہا زیادہ ہوتا ہے تو پھر باوجود اس کے عادی
سمجھ لینے کے بھی اس ٹیکہ سے کچھ فائدہ نہین سمجھا جاسکتا کیونکہ یہہ ٹیکا لگا ہوا آدمی
اگر عادی سمجھا جائے تو اوس قدر زہر کا عادی ہے جسقدر بذریعہ ٹیکہ کے بدن مین

داخل کیا گیا ہے - اب جب اس مقدار سے سہ گنا چوگنا مرض کا زہر اس کے خون
مین آجائیگا تو ہرگز یہ شخص اس قوی زہر کی برداشت نہین کر سکے گا جسطرح
½ گرین آرسنگ کھانیوالا ۶ گرین کو برداشت نہین کر سکتا -
بعض ڈاکٹر اس ٹیکہ کا یہ اُصول بیان کرتے ہین کہ جب ہم اس پلیگ کی جاندار سمیت
کو بدن مین جذب کر دیتے ہین تو خون سے وہ شئے (جسپر اس جاندار زہر کی زندگی کا دار
مدار ہے) جاتی رہتی ہے - اب اگر پھر اس قسم کی سمیت دوران خون مین شامل
ہو جاتی ہے تو اُس کی غذا اُس خون مین نہین ہوتی - لہذا وہ زہر خود بدن مین
زندہ نہین رہ سکتا میرے خیال سے یہ اُصول بھی بالکل غلط ہے اس لیے کہ ٹیکا
لگانے کے بعد اگر خون کا امتحان بذریعہ خوردبین کے کیا جائے تو خون مین ہر قسم
کے اجزاء جنکا ہونا ضرور ہے کل موجود پائی جائینگی معمولی اجزاء خون کے علاوہ
اور خون مین وہ کیا چیز ہوتی ہے جو اس ٹیکہ لگانے سے دفع ہو جاتی ہے اسکے
علاوہ جب خون مین اس جاندار زہر کی خوراک ہوتی ہے تو پھر اس جاندار داخل
کردہ زہر کی پرورش اور نسل کی ترقی نہونیکی کیا وجہ ہے اور یہ جاندار زہر اپنی
غذا کو کس طرح اور کیون نیست و نابود کر سکتا ہے اور خود اس جاندار زہر کی -
(جو بذریعہ ٹیکہ بدن مین داخل کیا گیا ہے) ترقی اور پرورش نہ پانیکی کیا وجہ - اور جب
یہ جاندار زہر پرورش پائیگا - تو پھر اس کی نسل نہ بڑھنے کا کیا سبب ہے اگر اس
اُصول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس قاعدہ کی بموجب تو یہ صراحتہً مضر ہی ثابت
ہوگا -
اور بعض ڈاکٹر اس ٹیکہ کا یہ اُصول بیان کرتے ہین کہ تمام جاندار خواہ حیوان ہو یا نبات

ہو بحالت زندگی اپنے جسم میں کسی قدر ٹاکسین (فضلات) پیدا کرتا رہتا ہے اگر یہہ فضلات اُس کے جسم سے خارج نہون یا بجائے غذا اس جاندار کو دئے جائین تو ہر حال میں یہہ فضلات اوس کے لئے سم قاتل ہون گے - اسی طرح "پلیگ" کا جاندار زہر بھی کچھ فضلات پیدا کرتا ہے - اب اگر ہم فضلات کو لیکر اپنے بدن مین پہنچا لین گے تو آیندہ جب کسی وقت یہہ پلیگ کا جاندار زہر ہمارے بدن مین داخل ہوگا تو اپنے واسطے زہر تیار پائیگا اور فی الفور ضائع ہو جائیگا -

اس ٹیکہ کے اصول پر بھی جہانتک غور کیا جاتا ہے کچھ ٹھیک نہین معلوم ہوتا - اس لئے کہ اس فضلہ کی (جو ٹیکہ کے ذریعہ سے خون مین داخل کیا گیا ہے) عرصہ دراز تک خون مین شامل رہنے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے ہم جب زہریلی دوائین آدمیون کو دیتے ہین تو دیکھتے ہین کہ چوبیس گھنٹہ ہی مین اکثر دواؤن کا اثر خون مین سے جاتا رہتا ہے اس لئے قدرتی طریقہ سے دوران خون مین ایک یہہ بھی بڑی حکمت ہے کہ خون کے اندر ملی ہوئی چیزین کچھ ابخرات بنکر تحلیل ہو جاتی ہین اور کچھ پیشاب یا براز یا سانس کے ذریعہ سے بدن سے نکل جاتی ہین تو جس طرح اور مضر اور زہریلی اشیا خون مین سے جلد نکل جاتی ہین تو اسی طرح ان زہریلی فضلات کا بدن مین ایک عرصہ تک کیونکر قیام ہو سکتا ہے جو کسی دوسرے وقت مین فائدہ مند ثابت ہون -

علاوہ ازین - یہہ کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے - کہ اس کم مقدار کے فضلات "پلیگ" کے کثیر التعداد جاندار زہر کو ضائع کر سکین گے - مثلاً اگر چار گرین ارسنگ پانچ سیر پانی مین حل کر وا اور دو دو گھونٹ پانی ہر ایک کو پلاؤ - تو اُس پانی سے کون ہلاک

ہوسکتا ہے پھر اسی طرح اس قلیل المقدار زہر سے کثیر التعداد پلیگ کے جاندار
زہر کس قرینہ سے مر سکتے ہین اور پھر جس طرح طاعون کا جاندار زہر ہر آدمی کے
واسطے مضر ہے اسی طرح اوس کے فضلات بھی مضر ہون گے پھر تندرست بدن
کے اندر خواہ مخواہ زہر مخالف کا پھنچانا کیونکر مضر نہوگا اور اس زہر کے مخالفت
کی وجہ سے خون مین خرابی اور فساد کیون پیدا نہوگا۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ وبا کے
ایام مین ایسی چیزون کا استعمال کرنا جن سے خون خراب اور کمزور ہوگا کس قدر
مضر ہوگا۔ غرض اس ٹیکہ کا ابتک کوئی اصُول ایسا نہین معلوم ہوا کہ جس سے اسکا
مفید ہونا یقین کیا جاسکے اور یہہ ظاہر ہے کہ جس شئے کا اصُول ہی ٹھیک نہ ہوا
اوسکا استعمال کرنا بھی کچھ ٹھیک نہین۔

اور یہہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ اس ٹیکہ کے استعمال کرنے والے اکثر اس مرض سے
محفوظ رہتے ہین۔ یہہ بھی اس ٹیکہ کے مفید ہونیکے لئے ہرگز کافی دلیل نہین
ہوسکتی۔ اِس لئے کہ ٹیکا طاعون کا ابتدا اگر قیدیون یا بعض ملازمان سرکار
پولیس وغیرہ کو اکثر لگایا گیا ہے یا بعض یورپین یا مہذب اُجلے آدمیون نے ٹیکہ
لگوایا ہے۔ اب ایسے آدمیون کا اس مرض سے محفوظ رہنا ہرگز اس ٹیکہ کے مفید
ہونے پر حجت نہین ہوسکتی۔ کیونکہ ایسے آدمی خود بوجہ اپنی صفائی اور احتیاط
کے بغیر ٹیکہ لگائے بھی بچ سکتے ہین۔

البتہ اگر عام میلے آدمی جن کے لباس میلے اور مکانات گندے چھوٹے اور تنگ
ہین اور اکثر جو اس مرض سے مرے ہین اور مر رہے ہین۔ اگر ان آدمیون کے
ٹیکہ لگایا جاتا اور یہہ آدمی اس مرض سے وبا کی شدت کے زمانہ مین بچتے اور

بے ٹیکہ لگے ہوئے اجلے اور صاف آدمی اس مرض سے اکثر مرتے تب تو اس ٹیکہ
کو مفید کہا جا سکتا تھا ورنہ ظاہر ہے کہ اس مرض مین اکثر وہی آدمی مرے
ہین کہ جو میلے رہتے ہین اور جن کے مکان تنگ اور گندے ہوتے ہین اور اب
بھی جس جگہ یہہ مرض ہوتا ہے تو ایسے ہی آدمی اکثر ضائع ہوتے ہین غرض محتاط
اور صاف آدمی بغیر ٹیکہ لگوائے بھی اس مرض سے محفوظ رہتے ہین ۔
پھر ٹیکہ ہی کی کیا خصوصیت ہے ۔
علاوہ اس کے ٹیکہ کا استعمال اکثر شہرون مین وبا کی شدت کے بعد ہوا ہے ۔
اور یہہ اس مرض کا اور کل وبائی امراض کا دستور ہے کہ اپنی شروع مین ہمیشہ
سخت اور مہلک ہوتے ہین ۔ لیکن جب اون کو کچھ عرصہ گذر جاتا ہے تو وہ سختی
اور شدت کم ہو جاتی ہے اور بتدریج جاتی رہتی ہے اب اگر وبا کی شدت کے
گذر جانے کے وقت ٹیکہ لگایا گیا اور پھر آدمی کم ضائع ہوئے تو یہہ کوئی دلیل
ٹیکہ کے فائدہ مند ہونیکی نہین ہو سکتی ۔
علاوہ ازین یہہ مقررہ قانون قدرت ہے کہ جب کسی جگہ مہلک امراض وبائیہ
پیدا ہوا کرتے ہین ۔ خواہ یہہ مرض کیسے ہی متعدی کیون نہ ہون ہمیشہ اوس
مقام کے آدمی زیادہ محفوظ رہتے ہین اور کم ضائع ہوتے ہین اور ان کے ضائع
ہونیکا وقت اکثر وہی ہے کہ جب مرض شروع ہوتا ہے اور جب اس مرض
کو تھوڑا زمانہ گذر جاتا ہے تب اموات کی کمی ہو جاتی ہے اور پھر کچھ عرصہ مرض
اور ٹھیرتا ہے اوس کے بعد مفقود ہو جاتا ہے ۔
الحاصل جب مرض کی شدت کا وقت نکل گیا اور اوس وقت ٹیکہ لگایا گیا ۔ تو پھر

آیندہ کی اموات کی کمی اس ٹیکہ کا نتیجہ خیال کر لینا بعید از قیاس ہے اور پھر ابھی تک
آبادی کے اعتبار سے ٹیکہ کی تعداد کو اگر ملایا جائے گا تو ٹیکہ کی تعداد اوسکے
مقابل کچھ بھی نہ ہوگی پھر تھوڑے سے ٹیکہ لگا کر اون کو مفید سمجھ لینا کسقدر
بعید بات ہے - مین پھر بھی کہونگا کہ اول ٹیکہ کا اصول صحیح کیا جائے -
پھر اوس کے بعد اس کے مفید اور غیر مفید ہونیکو دیکھا جائے یہ امر مسلم
ہے کہ جس شے کا اصول صحیح نہ ہوگا ہمیشہ وہ انجام کو غیر مفید ثابت ہوگی - لہذا
تا وقتیکہ ہم کو اس ٹیکہ کا اصول ٹھیک نہ معلوم ہو جائیگا ہم اس کے مفید
ہونے پر ہرگز رائے قائم نہین کر سکین گے -

اب اس ٹیکہ کے متعلق میری آخری رائے یہ ہے کہ چونکہ اسکا اصول ہرگز
صحیح طور پر ثابت نہین ہوا - اور اسکا عمل برابر کیا جاتا ہے - لہذا اگر یہ ٹیکہ ایسے
مقام پر (کہ جہان وبا کی شدت ہو رہی ہو) نہ کیا جائے تو مناسب ہے اگر ٹیکا
لگایا جائے تو ایسے شہر یا موضع مین لگایا جائے کہ جہان اس مرض کا نام بھی نہو
علاوہ اس کے ایسی حالت مین یہ نقصان متصور ہے کہ اس زہر کے ساتھ اگر
دوسرا پلیگ کا زہر مل جائیگا تو قطعاً مہلک ہوگا ٹیکہ کا فائدہ یا نقصان بھی
اس طریقے سے ٹیکہ لگانے مین خوب ظاہر ہو سکتا ہے - اس لئے بہتر ہوگا اگر
ٹیکہ ایسی جگہ (کہ جہان اس مرض کا نام بھی نہو) لگایا جائے -

پہلے طبیبون کے مفید قول

اکثر طبیبون نے بیان کیا ہے کہ گل ارمنی اس مرض کے
ہونے سے قبل اور نیز حالت مرض مین فائدہ مند ہوتی ہے - جدوار - فادزہر
حیوانی کافور گل مختوم انکا بھی روزمرہ کھالینا وبا سے محفوظ رہنے کے لئے مفید

ہوتا ہے وہی کھانیکے ہمراہ کھانا سودمند ہوتا ہے۔ زہر مہرہ نارجیل دریائی روز
مرہ گلاب مین گھول کر لیموکا شربت ملاکر ایام وبا مین کبھی کبھی پینا فائدہ بخش ہوگا
طاعون کے وقت مین حمام کثرت سے کرنا یا مجامعت اور ورزش کی زیادتی
مضر ہوتی ہے عنبر اور مشک اور کافور سونگھنا اور ان کو آگ پر ڈال کر مکان
مین بخور کرنا وبا کے زمانہ مین بہت مفید ہے۔

حکیم ارزانی بدن پر تیل کی مالش کو ایسے وقت مین بہت مفید لکھتے ہین
شیخ بو علی بن سینا نے بیان کیا ہے کہ وبا کے زمانہ مین زیادہ پیاسا
نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ پیاس لگتے ہی اولی یہہ ہے کہ برف کا پانی یا ٹھنڈا رکھا
ہوا پانی پیا جائے۔

ابو منصور کا بیان ہے کہ وبا کے زمانہ مین گوشت اور مٹھائی بالکل ترک
کر دین اور ربوب ترش اور قابض چیزین کثرت سے استعمال کرین اور شربت
اور مجامعت اور حمام کی کثرت ترک کر دین۔ زیادہ طبیعت چاہے تو مرغ کا چوزہ
یا تیتر کا گوشت سرکہ یا لیمو سے ترش کر کے کھائین۔

ایلاقی کہتا ہے۔ کہ وبا کے زمانہ مین گھر کے باہر محلون مین نہ پھرین اور مکان
کی ہوا کی اصلاح کرین اور خراب نہونے دین۔ سماق زرشک انار دانہ کچے
انگور سرکہ کا استعمال رکھنا چاہیئے۔ ایام وبا مین بہت فائدہ مند ہے۔
ہینگ سرکہ مین گھول کر گھر کے اندر و باہر چھڑکنا مفید ہے۔

صاحب کامل کا قول ہے کہ جب امراض وبائیہ طاعون وغیرہ پیدا
ہون تو جس کے بدن مین امتلا ہو وہ فوراً فصد کرے یا مسہل لیوے اور

ٹھنڈے ہوادار مکان مین رہے اور دھوپ کی تمازت سے اجتناب کرے گلدستے خوشبودار
پھول سبز پتے مکان مین رکھنا مفید ہے کافور صندل کی دھونی مکان مین دیتے رہین
اور سرکہ پانی مین ملاکر دیوارون پر چھڑکین۔ اور ٹھنڈے پانی سے غسل کیا کرین اگر
اس زمانہ مین جانورون مین بھی کچھ وبا پھیل جائے تو ایسے جانورون کا گوشت ہرگز
نہ کھائین اور امرود جیسے فواکہات اور مٹھائیون سے پرہیز کرین پانی برف کا پیئین
اور شراب کے پاس نہ پھٹکین۔

خجندی نے وبا کے زمانہ مین فصد اور اسہال اور قے کو مفید لکھا ہے اور تریاق اور
ہینگ اور درونج عقربی کے استعمال کو فائدہ بخش بتایا ہے۔

خضر لکھتا ہے۔ کہ طاعون کے زمانہ مین بدن مین امتلا نہونے دین۔ فصد یا مسہل کے
ذریعے سے بدن کی رطوبتین گھٹا دین۔ لیمو کھٹ مٹھا انار کچے انگور کا شربت یا سکنجبین
سادہ برف مین ٹھنڈا کر کے پینا فائدہ مند ہے آڑو خربوزہ خوبانی امرود وغیرہ جیسے سریع
الفساد میوون سے پرہیز رکھین اور مٹھائی کے پاس نہ جائین شراب اور جماع کی کثرت
کو سخت مضر خیال کرلین مگر پرانی شراب اگر پانی ملاکر تھوڑی سی پیئین تو کچھ مضائقہ
نہ ہوگا۔ اگر گلاب یا عرق بیدمشک پانی مین ملاکر پیا کرین تو مفید ہوگا اور پینے کے پانی
مین گل ارمنی کو جوشدے کر تھوڑا سرکہ ملاکر رکھدین۔ اوسکا مقطر پانی پیا کرین لوبان
صندل گل سرخ عود ہندی کافور کا بخور مکانون مین کیا کرین۔ سیب انار ترنج نارنگی کھانا
کچھ مضر نہین۔ موم کا سونگھنا وبا کے اثر کو زائل کرتا ہے اس جگہ **خضر نے ایک قصہ**
بھی لکھا ہے کہ "جس زمانے مین سوڈان مین وبا ہوئی تھی اور بقراط کے شہر کے قریب
آگئی تھی وہان کے آدمی بقراط کے پاس آئے اور اوسکی تدبیر دریافت کی تب بقراط نے

اون کو خوشبودار درخت اور لکڑیون کے جمع کرنیکا حکم دیا۔ پھر اون لکڑیون کو شہر کے گرداگرد اکٹھا کراکر اون سب مین آگ لگوا دی اس ترکیب سے وہان کی وبا زائل ہوگئی۔ اور جب بقراط کو اپنی اس تدبیر مین کامیابی ہوئی تب سے بقراط کے علم وفضل کی شہرت بہت کچھ ہوگئی۔

جالینوس کا بیان ہے کہ ہمارے زمانہ مین ایک سخت وبا آئی اوس وبا سے وہ آدمی جنھون نے تریاق الافاعی استعمال کیا بچ گئے

شیخ کا بھی بیان ہے کہ تریاق الافاعی سوا دو ماشہ گلاب کے ساتھ کھانا طاعون کے واسطے مفید ہے **داؤد انطاکی** کا بیان ہے کہ ایسے وقت مین فصد واسہال سے تنقیہ کرین اور مکان اور غذا کی تعدیل کرین ترکاریان اور ترش چیزین کھائین گوشت اور گرم چیزون سے بچین۔

طاعون سے بچنے کی مسلمانون کی مذہبی تدبیر اس مرض سے محفوظ رہنے کی اور نیز اسکی اشاعت نہونے کی تدبیر نہ تو ابتک اس سے بہتر ایجاد ہوئی ہے اور نہ شاید ہوگی ہمارے سچے نبی آخر الزمان ارشاد فرماتے ہین۔ الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل وعلی من کان قبلکم فاذا سمعتم به بارض فلا تدخلوا علیہ۔ واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا منہا فرارا۔ اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ طاعون ایک طرح کا عذاب ہے جو بنی اسرائیل اور دوسری اُمتون پر نازل ہوا تھا۔ اب اگر تم کسی جگہ اس مرض کو سنو تو وہان مت جاؤ اور اگر ایسی جگہ یہہ مرض ہو جائے کہ جہان تم ہو تو وہان سے ڈر کے مت بھاگو۔ سبحان اللہ کیا عجب تدبیر طاعون سے بچنے اور اوس کی اشاعت نہونے دینے کی

ہے۔ اگر اسپر پورا عمل کیا جائے تو یقیناً اس **مرض کی اشاعت** اسقدر
ہونی ناممکن ہے۔ اس قول کی تمام خوبیاں تو خدا یا خدا کا رسول جانتا ہے مگر ادنیٰ
تامل سے یہ کلام سراسر حکمت معلوم ہوتا ہے۔ جسکی بے انتہا مفید ہونے مین کسی کو
کچھ عذر نہین ہو سکتا یہ ظاہر ہے کہ اس مرض مین حد سے زیادہ چھوت ہوتی ہے
لہذا ہم کو منع کیا گیا کہ ایسے مقام پر مت جاؤ جہان یہہ وبا ہو۔ اسلئے کہ اگر ہم کسی ایسی
جگہ جائینگے جس مقام پر اوس وبا کی شدت ہو رہی ہو تو ہم کو بھی حسب عادت
بفعل الٰہی چھوت لگجانیکا خوف ہے اور اگر کسی جگہ یہہ بیماری ہو اور وہان سے آدمی
بھاگ کر دوسرے شہرون مین جائینگے تو ان بھاگے ہوئے لوگون سے بوجہ
چھوت کے ان شہرون مین بھی اسی مرض کے پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے۔ لہذا
ہمارے سچے نبی آخرالزمان نے ہم کو یہ حکم دیا کہ جس جگہ طاعون ہو وہان سے ڈر کر
مت بھاگو۔ تاکہ اس مرض کی دوسری جگہ اشاعت نہونے پاوے اور اس
شہر کے آدمیون کے علاوہ دوسرے آدمی مبتلا نہون۔ علاوہ ازین ہر غریب
امیر کو اپنے اپنے شہرون مین طرح طرح کے تعلقات ہوتے ہین اگر یہہ لوگ
یہان سے ڈر کر بھاگ جائینگے تو صدہا نقصان برداشت کرنے پڑینگے
اور علاوہ ان تمام خوبیون کے اس حکم مین ہم کو صبر اور شکر الٰہی بجالانیکی بھی
تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ہر حال مین اپنے پیدا کرنیوالیکا شکر کرتے ہین۔ اور
اُس کی بھیجی ہوئی بلاؤن پر صبر کرین۔ یہہ یقینی بات ہے کہ موت جسوقت
اور جسجگہ ہونیوالی ہوتی ہے وہین ہوتی ہے یہہ علم اللہ نے کسی کو نہین دیا
کہ وہ شخص کب اور کہان اور کس زمین پر مرے گا۔ اور جیسے وقت سے پہلے

موت کا آنا ناممکن ہے اسی طرح موت کا ٹلجانا بھی محال ہے۔ ہمیشہ سے ایسے واقعات سننے مین آئے ہین۔ اور خود ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جو آدمی کانپور سے پلیگ کے ڈر سے بھاگے میرٹھ مین آئے تھے اونمین سے بعض آدمی یہان آکر مر گئے اور بہت سی آدمی جو کانپور کے باشندون مین سے اس وبا کی ابتدا سے ابتک وہین موجود ہین اور خدا کے اوپر بھروسہ کئے رہے اور کہین نہ بھاگے اللہ کی عنایت سے ہر طرح پر تندرست ہین الغرض شہر سے بھاگنے سے کچھ نفع نہین ہو سکتا۔ بجز اس کے دوسری مخلوق خدا کو بھی اسی عذاب مین گرفتار کر دین۔ اس لئے کہ جب مرض کی جگہ سے آدمی بھاگ کر جائین گے تو ضرور ہے کہ دوسرے شہر مین بھی اپنے ساتھ اس مرض کی چھوت لیجائینگے پھر یہ آدمی جن لوگون سے ملین گے اور جن مین رہین گے اون کو بھی ضرور اس مرض کا زہر لگیگا اسی طرح ایک سے دوسرے کو چھوت لگ کر خواہ مخواہ اس شہر مین بھی یہ مرض شائع ہو جائیگا۔

ہمارے میرٹھ مین یہ مرض فقط دال منڈی صدر بازار مین ہوا تھا یہان کے لوگ بھاگ کر کچھ شہر مین چلے گئے۔ اور کچھ لال کرتی اور رجبن بازار مین جا رہے۔ پھر کیا تھا اس مرض کا چرچا ہو گیا ابتک چلا جا رہا ہے اور خدا جانے کب اس مرض سی نجات ملے گی اگر یہہ آدمی ان مقامات پر بھاگ کر نہ آتے تو یہ مرض عالمگیر کیون ہوتا غرض فی الواقع یہ ایک ایسی ترکیب ہے کہ اگر اسپر عمل درآمد کیا جائے تو پلیگ کی ترقی دفعتہً نہین ہو سکتی۔

طبیب کیلئے متعلق ہدایتین

طبیب کو چاہئے کہ مریض کے دیکھنے سے پہلے اپنے ہاتھون مین تھوڑا سا تیل مل لیوے اور پھر ہاتھون کو کافور سے خوشبودار کر لیوے اور مریض کے

اس قدر نزدیک نہو کہ اوس کے سانس طبیب کے منہ ناک تک پہنچے اور جبتک
مریض کے پاس رہے اوس وقت تک آہستہ آہستہ ناک سے سانس لیتا رہے
منہ کھول کر سانس نہ لینا چاہئے اور فضول عرصہ تک بیمار کے پاس نہ ٹھیرے بلکہ
مرض سمجھ کر مریض کی تسلی تشفی کر کے فوراً چلا آوے اور اگر مریض روکے تو بلطف
حیل دوا وغیرہ کے جلد بھیجنے کا عذر کر کے فوراً چلا آوے - اس لئے کہ یہ مرض
کوئی ایسا نہین ہوتا کہ طبیب کو اوس کے سمجھنے مین کچھ عرصہ لگے بلکہ ہوشیار آدمی
ایک منٹ مین تشخیص کرسکتا ہے پھر ایسی جگہ زیادہ طبیب کا ٹھرنا اپنی کو مصیبت
مین مبتلا کرنا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی مریض کا بھی کچھ فائدہ نہین لہذا
طبیب کو مناسب ہے کہ وہ بیمار کے پاس عرصہ تک نہ ٹھرے اور جب مریض کو دیکھ
چکے تو باہر آکر گرم گرم پانی سے ہاتھ منہ دھو ڈالے ایسے وقت مین طبیب کو ہر وقت
اپنے پاس کافور رکھنا چاہئے -

طاعون مین کارآمد مرکب نسخے

گولیان نمبر ایک جنکو مین بحالت مرض دیتا ہون اور جو میرا
ترتیب دیا ہوا مفید نسخہ ہے اوس کی ترکیب کافور جدوار گل ارمنی فادزہر حیوانی - سیاہ مرچ
جنطیانا زہر مہرہ - نارجیل دریائی ان سب کو باریک پیسکر چھانکر پانچ تولہ کاغذی
لیمو کے عرق مین کھرل کرو اور چنے کی برابر گولیان بنالو -

گولیان جو ایام وبا مین کھانی مفید ہین اور اوس کے علاوہ دل دماغ کو طاقت
دیتی ہین اون کی ترکیب یہ ہے مروارید ناسفتہ - زہر مہرہ - فادزہر حیوانی -
یاقوت سرخ - جدوار - عنبر اشہب - کافور - ورق طلا ان سب کو سماق کی کھرل
مین گلاب اور عرق کیوڑہ ڈال کر حل کرین حتی کہ مثل غبار ہوجائے پھر ڈیڑہ

ڈیڑھ رتی کی مقدار سے گولیاں بنا کر رکھ لو ایک گولی روزمرہ کھاتے رہو

یاقوتی بارد کا نسخہ جو دل دماغ وغیرہ کو اور اکثر اعضا کو تقویت دیتا ہے۔ ترکیب یہہ ہے

ورق طلا۔ عنبر اشہب۔ ابریشم کاٹی ہوئی۔ ورق نقرہ۔ یاقوت سرخ۔ مروارید ناسفتہ۔ کہربا۔ طباشیر سفید۔ تخم خرفہ۔ گل گاؤزبان۔ گل سرخ۔ دھنیا مقشر صندل سفید۔ شہد۔ شربت سیب۔ نبات سفید۔ گلاب۔ عرق بید مشک سکو

حسب معمول باریک پیسکر عرق بید مشک و گلاب میں مٹھائی کا قوام بنا کر دواؤں کو ملا دو ساڑھے چار ماشہ اسکی خوراک ہوگی۔

مفرح بارد کا نسخہ جو شیخ الرئیس کا تالیف کیا ہوا ہے۔ دل کی کمزوری اور دھڑکن اور بخار وغیرہ میں مفید ہے ترکیب۔ گل سرخ۔ گاؤزبان۔ تخم کاہو مقشر۔ مغز تخم خربزہ مغز تخم کدو شیریں۔ مغز تخم خیار۔ تخم خرفہ۔ صندل سفید۔ دانہ ہیل خورد بنسلوچن۔ عود ہندی۔ درونج۔ زرنباد۔ بہمن سفید۔ کافور۔ زعفران۔ عنبر اشہب۔ مشک۔ شربت سیب۔ شربت انار۔ شربت بہ۔ ہر ایک شربت تمام دواؤں کے برابر برابر دواؤں کو باریک پیسکر ملا دو ۵ر اسکی خوراک ہے۔

دواء المسک بارد کا نسخہ۔ ابریشم مقرض۔ موتی۔ کہربا۔ طباشیر۔ گل سرخ۔ دھنیا تخم کاہو مقشر۔ گاؤزبان۔ صندل سفید۔ زرشک صاف کردہ۔ مونگے کی جڑ۔ ورق نقرہ۔ مشک۔ عنبر اشہب۔ آب سیب۔ رب سیب۔ قند سفید تمام دواؤں کے برابر شہد سب دواؤں سے دوگنا قند سفید شہد رب سیب کو سیب کے پانی میں قوام کر کے دوائیں کُٹی چھنی ہوئی ملا کر معجون بنا لو ۳ر اسکی خوراک ہے

شربت کا نسخہ۔ افشردہ حماض۔ افشردہ انگور ترش۔ افشردہ ریباس

پرانا سرکہ - کافور - ریوند چینی - افیون - ان تینون دواؤن کی پوٹلی باندھ کر
مذکورہ افشردون مین جوش دو جب ایک تہائی پانی جل جائے پوٹلی نکال کر
پھینکدو پھر بقیہ پانی آدھ سیر لو اور اسمین آدھ سیر رب سیب اور آدہ سیر قند
سفید اور ۶ - رتی زعفران ملاکر قوام کر لو - پانچ چھ تولہ شربت عرق بیدمشک
یا گلاب وغیرہ کے ساتھ برف مین سرد کرکے پیو -

تریاق الافاعی - جو ہوام کی سمیت کو دفع کرتا ہے - اور متقدمین اطبا
کا بیان ہے کہ جو شخص ۴ر گلاب وغیرہ کے ساتھ وبا کے زمانہ مین اسکو کھاتا
رہیگا وہ ضرور وبا کے اثر سے محفوظ رہیگا - اور جالینوس کا یہ بیان ہے کہ ہمارے
زمانہ کی وبا مین جس کسی نے اس کو استعمال کیا وہ مرض سے بچ گیا اسکا نسخہ
یہ ہے - صبر زرد - مرصاف - زعفران - اصلی بدستور تیار کرین -

گولیان - جو طاعون مین مفید ہوتی ہین اون کا نسخہ یہ ہے - گل ارمنی - گل
مختوم - جدوار - زرنباد - زردچوب - صندل سرخ - صندل سفید - سب
برابر لیکر باریک کھرل کرین اور مونگ کے دانہ کی برابر گولیان پانی سے باندھ
لین گرم ہوا مین گلاب کے ساتھ اور ٹھنڈی ہوا مین پانی کے ساتھ تین ماشہ
کھالیا کرین -

لیپ کا نسخہ - خاکسی - مکو سبز - اور سبز دہنیے کا عرق لیکر خاکسی کو اس عرق مین ڈال کر
کسی سیسہ کے برتن مین پیس لین پھر رسوت - گل ارمنی مقطر سرکہ ملاکر گلٹی گرد لیپ کرین

لیپ کا دوسرا نسخہ - گندک آملہ سار - لوبان کوڑیالہ - ایلوا - اکلیل الملک - گوگل
جدوار - چونہ سفید بجھا ہوا - رسوت گل ارمنی سب کو سرکہ قدر حاجت مین پیسکر گلٹیو نپر لگاؤ -

پینے کا نسخہ - نیب کے پتّے - سیاہ مرچین - پانی مین پیسکر پیا کرین

قرص طباشیر کافوری کا نسخہ - مغز تخم خیارین - مروارید ناسفتہ - طباشیر - سرطان مدبر - تخم خشخاش سفید - تخم کاہو - تخم خرفہ مقشر - کتیرا - کہربا - رب السوس - گلسرخ صمغ عربی - بسد جلا ہوا - کافور - زعفران - ابریشم مقرض - سب کو باریک پیسکر چھانکر بارتنگ سبز کے پانی مین حل کر کے قرص بنالین - خوراک روزمرہ

شربت لیمو - کا نسخہ - کاغذی لیمو کا عرق جوشدو کہ ایک چھٹانک رہ جائے پھر صاف کر کے آدہ سیر قند سفید ملا کر شربت بنالو -

شربت انارین کا نسخہ آدہ پاؤ انار شیرین کا عرق آدہ پاؤ ترش انار کا عرق دونو کو پکاؤ جب آدھ پاؤ رہجائین تب چھٹانک بھر عمدہ کیوڑہ کا عرق ڈال کر صاف کر کے آدہ سیر قند سفید ملا کر شربت تیار کرین -

شربت جو دل کی گرمی پیاس کی شدت اور اختلاج القلب مین بہت مفید ہے اوسکا نسخہ یہ ہے آب انار ترش آب لیمو آب ترنج آب غورہ آلو بخارا آب تمر ہندی سب مساوی لیکر قند سفید مین قوام کر کے بدستور شربت تیار کرین -

مفرح تریاقی کا نسخہ - بنفشہ - گلسرخ - خشک پودینہ - نعناع - مرزنجوش - گل ارمنی - درونج عقربی - صندل سفید - بہمن سفید - کشنیز خشک - مخلل صبر - زعفران - گل مختوم - مصطگی تخم ترنج مقشر - بسد - کہربا - طباشیر سفید - لادن - صمغ - عنبر - یاقوت سرخ سب کو حسب معمول باریک پیسکر گلاب مین فادزہر حل کر کے ان دواؤن کو ملادو پھر شربت پیاس مین معجون بناؤ ۲-۲ سرخ اسکی خوراک -

قرص کہ طاعون مین مفید ہوتے ہین انکا نسخہ یہ ہے - گلسرخ - طباشیر سفید - تخم خرفہ -

تخم حماض نشاستہ تخم کاسنی عصارہ زرشک حضض صندل سفید صندل سرخ گل قبرسی گل مختوم مغز تخم بادرنگ مغز تخم خربزہ مغز تخم کدو شیرین کافور ریوند چینی ان سبکو پیسکر پانے سرکہ مین قرص بنائے خوراک ایک قرص سکنجبین کے ساتھ۔

مین کیا اور میری معلومات کیا جو اپنے کو طب جیسے علم کے مصنفون مین شامل کرون۔ اسلئے کہ یہہ ایک نہایت ہی عظیم الشان کام ہے اسکے واسطے اطمینان کا ہونا ضروریات سے ہے اول تو یہان دنیاوی افکار سے ہی کسکو فرصت جو کسی علمی بات کی تحقیق یا تنقیح کیجائے اور علاوہ ازین نہ مجھہ ایسی بڑی قابلیت رکہتا ہون کہ جو صاحب تصانیف کہلاؤن مگر چونکہ ہر شخص کے فرائض مین سے ہے کہ جسکو جسقدر تجربہ مفید یا مضر شے کا ہوا ہو اور اپنی خیال مین وہ شخص اوسکو بالکل صحیح معلوم کرتا ہو اوسکو اپنا وہ علم قوم اور ملک پر ظاہر کردینا چاہیے اسلئے کہ شاید دراصل اسکا خیال کسی وقت مین صحیح ہی ثابت ہو اور قوم اور ملک کو اسکے ذریعہ سے بے انتہا فائدہ پہنچے لہذا مین نے اپنے اس فرض سے سبکدوش ہونیکی غرض سے یہ رسالہ تحریر کیا یعنی اس مرض کے متعلق جو کچھہ مجکو ذاتی تجربہ ہوا تہا اوس کو ہدیۂ ناظرین کیا۔ اور ساتہہ ہی اس کے مین نے متقدمین طبیبون کے وہ اقوال جو مجکو مفید معلوم ہوئے۔ اور نیز ڈاکٹرون کی تحقیق جو اس مرض کے متعلق تھی وہ بھی اس رسالہ مین درج کی۔ تاکہ ہر شخص ایک جگہ ہر قسم کے اقوال دیکھہ سکے اور پھر جس کو جو طریقہ مفید ثابت ہو وہ شخص اوسپر اپنا عمل درآمد رکھے۔

اب مجکو اپنے ملکی بھائیون سے یقینی امید ہے کہ اگرچہ یہ تحریر نہایت ہی ناچیز ہے مگر اس کو ہدیۂ درویش خیال فرماکر بالکل نظر انداز نہ کرین گے بلکہ اس کو بغور ملاحظہ فرمائینگے اور اس خاکسار کو دعاء خیر سے یاد کرین گے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مجتبائی پریس دہلی ۱۹۰۵ء

فہرست مضامین